امامیہ دینیات

درجہ چہارم

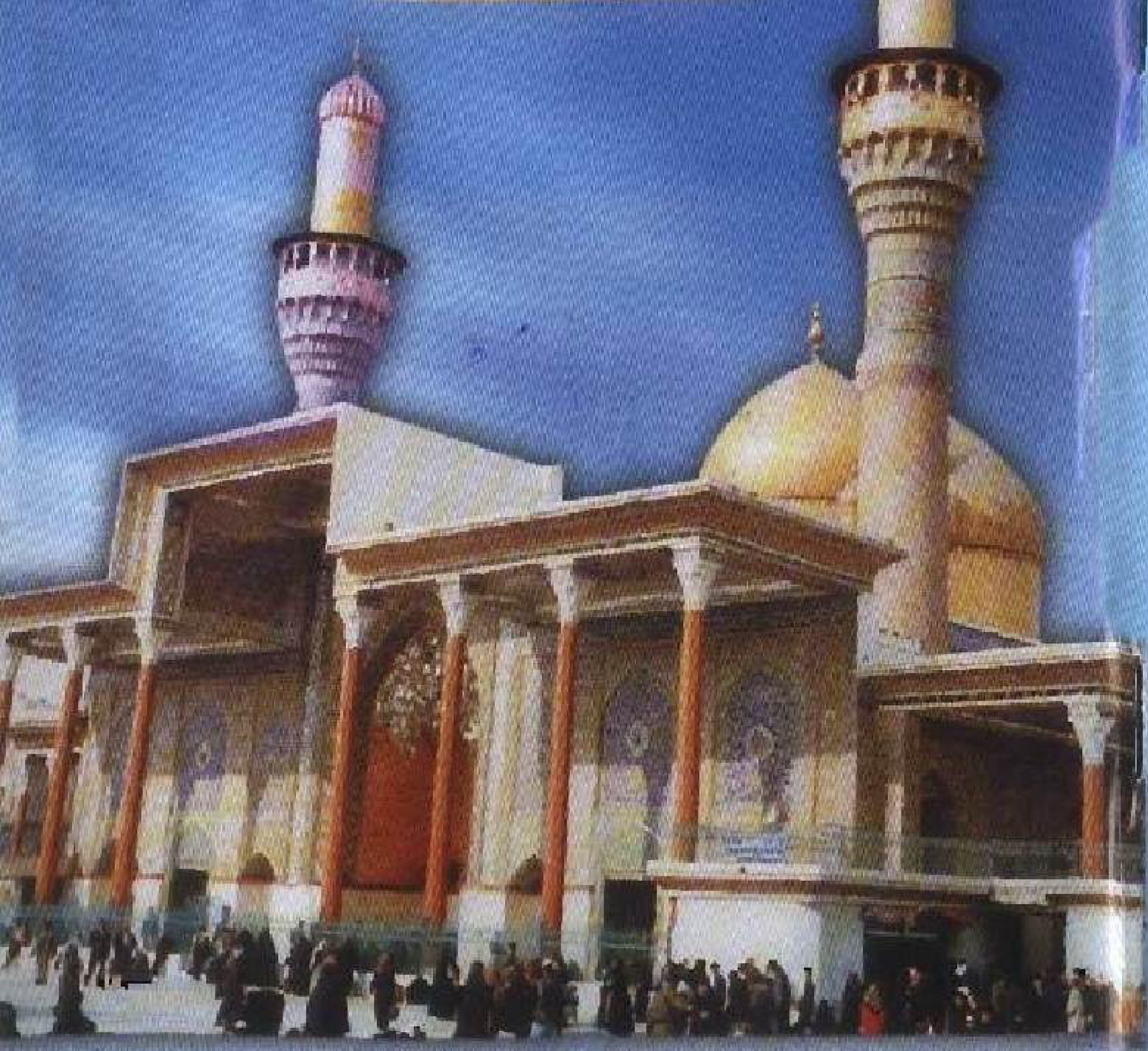

تنظیم المکاتب

www.ShianeAli.com

فہرست دینی کتب تنظیم المکاتب

امامیہ دینیات درجہ اطفال (اردو)	امامیہ دینیات درجہ اطفال (سندھی)
امامیہ دینیات درجہ اول (اردو)	امامیہ دینیات درجہ اول (سندھی)
امامیہ دینیات درجہ دوم (اردو)	امامیہ دینیات درجہ دوم (سندھی)
امامیہ دینیات درجہ سوم (اردو)	امامیہ دینیات درجہ سوم (سندھی)
امامیہ دینیات درجہ چہارم (اردو)	امامیہ دینیات درجہ چہارم (سندھی)
امامیہ دینیات درجہ پنجم (اردو)	امامیہ دینیات درجہ پنجم (سندھی)
امامیہ نماز	امامیہ نماز (سندھی)

آسان قاعدہ	قاعدہ تجوید	عربی قاعدہ
امامیہ تعلیمات حصہ اول		امامیہ تعلیمات حصہ دوم
قواعد تجوید		رہنمائے تعلیم

چاند کا ثبوت

دیوان حضرت ابوطالبؑ

آداب زندگی

رہنمائے حج

گانے اور موسیقی کی ممانعت قرآن اور تعلیمات اہلبیت کی روشنی میں

Presented By Shian-e-Ali Network

أَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

سلسلۂ نصاب تعلیم امامیہ مدارس

امامیہ دینیات

درجہ چہارم

شائع کردہ

تنظیم المکاتب پاکستان

۵ الف رضویہ سوسائٹی کراچی نمبر ۱۸

فون نمبر 6685875

قیمت ۱۰ روپے

معلم کے لیے ہدایات

۱۔ الفاظ کے معنی لکھوا کر یاد کروائے جائیں۔ مطلب ذہن نشین کرایا جائے۔

۲۔ سبق کے بعد ایسے سوالات کیے جائیں جن کے ذریعہ بچہ سمجھا ہوا مفہوم بیان کر سکے۔

۳۔ سبق کے بعد والے سوالات مختصراً لکھوا کر زبانی یاد کرائے جائیں۔ مسائل میں حسبِ ضرورت عملی تعلیم بھی دی جائے اور ضروری مسائل یاد کرائے جائیں۔

تنظیم المکاتب کے تمام مطبوعات وکتب کے جملہ حقوق طباعت بحق ادارہ محفوظ ہیں۔ بغیر اجازت کل یا جزء کی اشاعت پر قانونی چارہ جوئی ہوگی۔ (ادارہ)

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان سبق	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان سبق	صفحہ نمبر
۱	قرآن	۳	۱۹	معصومینؑ کی نماز	۳۵
۲	ارشاداتِ معصومینؑ	۶	۲۰	واجب نمازیں	۳۷
۳	ضرورتِ مذہب	۷	۲۱	قبلہ	۳۸
۴	وجودِ خدا	۸	۲۲	لباس	۳۹
۵	اگر دو خدا ہوتے	۹	۲۳	مکان	۴۱
۶	غیبت پر ایمان	۱۰	۲۴	اذان واقامت	۴۳
۷	توکل	۱۲	۲۵	واجباتِ نماز	۴۵
۸	عدل	۱۳	۲۶	مبطلاتِ نماز	۴۹
۹	نبوت	۱۵	۲۷	آدابِ ذکر وقرأت	۵۲
۱۰	نبی کے اوصاف	۱۷	۲۸	نمازِ قضاء	۵۳
۱۱	نبی کی پہچان	۱۸	۲۹	شکیاتِ نماز	۵۵
۱۲	ہمارے آخری نبی	۲۰	۳۰	نمازِ جماعت	۵۹
۱۳	عصمت	۲۲	۳۱	نمازِ قصر	۶۳
۱۴	چودہ معصومینؑ	۲۳	۳۲	توفیق	۶۶
۱۵	امامت	۲۶	۳۳	خلوص	۶۷
۱۶	امام کا ہونا ضروری ہے	۲۸	۳۴	اچھی زندگی	۶۸
۱۷	دنیا کا آخری انجام	۳۲	۳۵	ذوالعشیرہ کا واقعہ	۷۰
۱۸	نماز	۳۳	۳۶	غدیرِ خم	۷۱

سُورَةُ القَارِعَة

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

ٱلۡقَارِعَةُ ﴿١﴾ مَا ٱلۡقَارِعَةُ ﴿٢﴾ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا
ٱلۡقَارِعَةُ ﴿٣﴾ يَوۡمَ يَكُونُ ٱلنَّاسُ كَٱلۡفَرَاشِ
ٱلۡمَبۡثُوثِ ﴿٤﴾ وَتَكُونُ ٱلۡجِبَالُ كَٱلۡعِهۡنِ
ٱلۡمَنفُوشِ ﴿٥﴾ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتۡ مَوَٰزِينُهُۥ
فَهُوَ فِي عِيشَةٖ رَّاضِيَةٖ ﴿٦﴾ وَأَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ ﴿٧﴾
مَوَٰزِينُهُۥ ﴿٨﴾ فَأُمُّهُۥ هَاوِيَةٞ ﴿٩﴾ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا
هِيَهۡ ﴿١٠﴾ نَارٌ حَامِيَةُۢ ﴿١١﴾

(ترجمہ) "خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
کھڑکھڑانے والی وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے اور تم کو کیا معلوم کہ وہ کھڑکھڑانے والی کیا ہے جس دن لوگ (میدان حشر میں) ٹڈیوں کی طرح پھیلے ہوں گے اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کے سے ہو جائیں گے تو جس کے (نیک اعمال کے) پلے بھاری ہوں گے وہ من بھاتے عیش میں ہوگا اور جس کے (نیک اعمال کے) پلے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے اور تم کو کیا معلوم ہاویہ کیا ہے؟ دہکتی ہوئی آگ ہے۔"

(سورۃ القارعۃ)

سُورَةُ التَّكَاثُرِ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

أَلۡهَىٰكُمُ ٱلتَّكَاثُرُ ﴿١﴾ حَتَّىٰ زُرۡتُمُ
ٱلۡمَقَابِرَ ﴿٢﴾ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ﴿٣﴾
ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُونَ ﴿٤﴾ كَلَّا لَوۡ
تَعۡلَمُونَ عِلۡمَ ٱلۡيَقِينِ ﴿٥﴾ لَتَرَوُنَّ
ٱلۡجَحِيمَ ﴿٦﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ
ٱلۡيَقِينِ ﴿٧﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ
ٱلنَّعِيمِ ﴿٨﴾

(ترجمہ) "خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
نسل و مال کی بہتات نے تم لوگوں کو غافل بنا رکھا ہے یہاں تک کہ تم لوگوں نے قبریں دیکھیں (مر گئے)۔ دیکھو تمھیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا پھر دیکھو تمھیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا دیکھو اگر تم کو یقینی طور پر معلوم ہوتا (تو ہرگز غافل نہ ہوتے) تم لوگ ضرور دوزخ کو دیکھو گے پھر تم لوگ یقینی دیکھنا، دیکھو گے، پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور باز پرس کی جائے گی"۔

(سورۃ التکاثر)

ارشاداتِ معصومینؑ

آنحضرتؐ نے فرمایا:
جنت میں صرف مسلمان ہی جاسکتا ہے۔
جناب ابوذر نے سوال کیا: اے خدا کے رسولؐ اسلام کیا ہے؟ تو
آنحضرتؐ نے فرمایا: اسلام کا لباس تقویٰ ہے، اس کا شعار ہدایت ہے، حیا اُس کا باطنی جامہ ہے (زہد و) ورع اس کی اساس ہے، دینداری اُس کا کمال اور عملِ صالح اس کا پھل ہے۔
(اے ابوذر یاد رکھو) ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے (جس پر اس کی عمارت قائم ہوتی ہے) اور اسلام کی بنیاد اہلِ بیتؑ کی محبت ہے۔

حضرت امیرالمومنینؑ نے فرمایا:
تقویٰ سے بڑھ کر کوئی اعزاز نہیں۔
توبہ سے زیادہ کامیاب کوئی سفارش نہیں
علم سے زیادہ نفع بخش کوئی خزانہ نہیں۔
حلم و بردباری سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں۔
عقل سے زیادہ خوشنما کوئی جمال نہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:
نماز متقی و پرہیزگار انسان کی (بارگاہِ معبود میں) قربت کی نشانی ہے۔
زکوٰۃ کے ذریعہ سے اپنے مال کی حفاظت کرو۔
جو اعتدال سے چلے گا کبھی تنگ دست نہیں ہوگا۔
عمل کے بغیر دعوت دینا ایسا ہی ہے جیسے کمان کے بغیر تیر۔

ضرورتِ مذہب

درخت جنگل میں بھی اُگتے ہیں، باغ اور چمن میں بھی لگائے جاتے ہیں لیکن جنگل میں آدمی جاتے ہوئے ڈرتا ہے اور باغ میں جانے کو اس کا جی چاہتا ہے۔ یہ صرف اس لیے ہے کہ جنگل میں کسی قاعدہ اور قانون کے بغیر درخت اُگتے ہیں اور باغ میں قاعدے سے لگائے جاتے ہیں۔ جنگل میں کوئی مالی درختوں کی دیکھ بھال نہیں کرتا ہے۔

انسان کو بھی اگر بغیر قاعدہ اور قانون کے جینے کا موقع دیا جائے تو انسانوں کی آبادی بھی جنگل کا نمونہ بن جائے گی اور اگر قاعدہ اور قانون سے لوگ زندگی بسر کریں گے تو آدمیوں کی بستیاں جنت کا نمونہ بن جائیں گی۔ لہٰذا ضرورت ہے ایسے قانون کی جو انسان کو جینے کا صحیح طریقہ بتائے تو اسی قانون کا نام مذہب ہے۔ انسانوں کے اسی چمن کے باغبان نبیؐ اور امامؑ ہوتے ہیں جن کو خدا نے ہمیشہ ہماری ہدایت کے لیے بھیجا۔

سوالات

۱۔ قانون کا پابند ہو کر رہنا انسان کے لیے کیوں ضروری ہے؟
۲۔ مذہب کسے کہتے ہیں۔

وجودِ خدا

اس دنیا میں جہاں بے شمار مذاہب پائے جاتے ہیں وہاں کچھ لوگ لامذہب بھی ہیں یہ لوگ اپنے آپ کو "دہریہ" کہتے ہیں۔ ان کا خیال یہ ہے کہ یہ دنیا بغیر کسی خدا کے ایک دن خود بخود پیدا ہوگئی ہے اور ایک دن آئے گا جب اپنے آپ ہی مٹ جائے گی۔

ان لوگوں کے سامنے دنیا کی کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے لیے کہا جاسکے کہ یہ خود بخود پیدا ہوگئی ہے لیکن صرف خدا کا انکار کرنے کے لیے یہ کہنے لگے ہیں کہ یہ پوری دنیا بغیر پیدا کرنے والے کے پیدا ہوگئی ہے۔

ہمارے چھٹے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک دہریہ آیا جس کا نام عبداللہ دیصانی تھا۔ اس نے اصحاب کے سامنے حضرتؑ سے خدا کے بارے میں بحث کرنا چاہی۔ آپؑ نے اس سے پوچھا، "تیرا نام کیا ہے؟" وہ جواب دیے بغیر چلا گیا تو لوگوں نے امامؑ سے کہا کہ یہ تو آپؑ سے بحث کرنے آیا تھا۔

آپؑ نے فرمایا "بحث ختم ہوگئی اور وہ اپنی بحث تو ہار گیا اس لیے شرمندہ ہو کر چلا گیا"۔ اصحاب نے عرض کی، "مولا! اس نے تو کوئی بات ہی نہیں کی پھر بحث کیسے ختم ہوگئی"۔

آپؑ نے فرمایا میں نے اس کا نام پوچھ لیا وہ سمجھ گیا کہ نام بتانے پر میں فوراً اس سے سوال کروں گا اگر اللہ نہیں ہے تو پھر تو عبداللہ کیونکر ہوا؟ عبداللہ کے معنی ہیں اللہ کا بندہ.... جب اللہ ہی نہیں تو بندہ کہاں سے آگیا۔

حضرت یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ بغیر خدا کے بندے کا وجود محال ہے اور جب بندے موجود ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا پیدا کرنے والا خدا بھی موجود ہے۔

سوالات

۱۔ کیا دہریوں کے سامنے کوئی ایسی چیز ہے جو خود بخود بن گئی؟

۲۔ دہریہ بحث میں کیسے ہارا؟

اگر دو خدا ہوتے

ہم نے دنیا میں یہ تجربہ کیا ہے کہ جب کسی کام کو دو آدمی مل کر انجام دیتے ہیں تو ان میں کبھی آپس میں میل جول رہتا ہے اور کبھی اختلاف ہو جاتا ہے۔

میل جول کی صورت میں دونوں ایک دوسرے کی رائے کے پابند اور ایک دوسرے کے مشورے کے محتاج رہتے ہیں اور اختلاف کی صورت میں کوئی کام نہیں ہو پاتا یہی حال دو خداؤں کا ہے اگر دو خدا ہوتے تو یا تو آپس میں اختلاف ہوتا یا اتفاق ہوتا۔ اگر دونوں میں اتفاق ہوتا تو دونوں ایک دوسرے کے محتاج اور رائے کے پابند ہوتے اور محتاجی اور پابندی صرف بندوں میں پائی جاتی ہے خدا میں نہیں پائی جاسکتی۔ خدا نہ کبھی کسی کا محتاج ہو سکتا ہے نہ پابند ورنہ وہ خدا نہ رہے گا اور اگر دونوں میں اختلاف ہوگیا ایک نے کہا پانی برسنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ نہیں برسنا چاہیے تو اسی جھگڑے میں دنیا کا کاروبار درہم برہم ہو جائے گا کیوں کہ دونوں کی بات تو نہیں چل سکتی ایک ہی کی چلے گی۔ جس کی بات چلے گی وہ طاقت ور ہوگا اور جس کی بات نہ چلے گی وہ کمزور ہوگا۔ جو طاقت ور ہوگا اسی کی خدائی باقی رہے گی اور جو کمزور ہوگا اس کی خدائی ختم ہو جائے گی۔

اسی لیے ہم کو ماننا پڑتا ہے کہ خدا ایک ہے۔

سوالات

۱۔ دو خدا ہوتے تو کیا ہوتا؟

۲۔ خدا کو ایک کیوں ماننا پڑتا ہے؟

چوتھا سبق

غیب پر ایمان

اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے جہاں انسانوں کو آنکھ سے کام لینا سکھایا ہے وہاں عقل سے بھی کام لینے کا حکم دیا ہے۔ آنکھ کا کام ان چیزوں کو دیکھنا ہے جو ظاہر ہیں اور عقل کا کام ان چیزوں کو دیکھنا ہے جو غائب ہیں اور آنکھوں سے نظر نہیں آسکتی۔

دنیا میں بہت سی چیزیں آنکھ سے دیکھنے کے بعد مانی جاتی ہیں مثلاً سورج، چاند، ستارے اور سمندر وغیرہ اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو آج تک کسی کو دکھائی نہیں دی ہیں مگر لوگ ان کو بغیر دیکھے مانتے ہیں جیسے کرنٹ، روح عقل وغیرہ ہم نے بجلی کے تار دیکھے ہیں مگر ان میں دوڑتی ہوئی بجلی نہیں دیکھی روح کی وجہ سے ہم سب زندہ ہیں مگر کسی نے روح کو نہیں دیکھا عقل سے کام لیتے ہیں مگر عقل آج تک کسی کو دکھائی نہیں دی۔ اسی طرح مذہب نے بھی کچھ چیزیں بتائی ہیں جن کا ماننا ان کے ہونے پر یقین و ایمان رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے کیوں کہ یہ باتیں خدا اور رسول کی بتائی ہوئی ہیں جو سچے تھے اور ان کی بیان کی ہوئی کوئی بات غلط نہیں ہوسکتی۔

جن، ملائکہ، حور، غلمان، جنت، دوزخ، تسنیم وکوثر وغیر بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کو خدا نے پیدا کیا ہے مگر وہ نظر نہیں آتی ہیں لیکن ہم مسلمان ان کے وجود کا اقرار کرتے ہیں کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ یہ چیزیں ہیں۔

غیب پر ایمان لانا حقیقی اسلام ہے جو شخص غیب پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے اسلام خدا کے یقین سے شروع ہوا جو غائب ہے اور قیامت اصول دین کی آخری بات جو غائب ہے۔

بارہویں امامؑ غائب ہیں بحکم خدا انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ آپؑ کی غیبت پر ایمان رکھنا اور آپؑ کے وجود کا یقین رکھنا ایمان کا ایسا جز ہے کہ جس کے بغیر دین مکمل نہیں ہوسکتا۔

سوالات

۱۔ پھول، آم، سیب، روح، عقل، بجلی..... ان چیزوں میں سے کون کون سی چیزیں آنکھ سے دیکھی جاتی ہیں اور کون کون سی عقل سے؟

۲۔ قرآن اور برزخ میں سے آنکھ نے دیکھ کر کس پر ایمان ہوتا ہے اور عقل سے دیکھ کر کس پر؟

۳۔ جس کا ایمان غیب پر نہیں اس کو مسلمان کہیں گے یا نہیں؟

توکل

توکل کے معنی ہیں بھروسہ کرنا، انسان کو چاہیے کہ ہر حال میں اللہ پر بھروسہ کرے، ساری نعمتیں چھن جائیں تو بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے اور ساری دنیا مخالف ہو جائے تو بھی ڈرنا نہیں چاہیے جو خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اسے ہر نعمت عطا کرتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا اس لیے کہ اس کو یقین ہوتا ہے کہ ہر نفع اور ہر نقصان خدا کے ہاتھ میں ہے جسے خدا بچائے اسے کوئی مٹا نہیں سکتا اور جسے خدا مٹائے اسے کوئی بچا نہیں سکتا اور جسے خدا مالا مال کر دے اس سے کوئی چھین نہیں سکتا۔

جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ دنیا کی ہر چیز سے ڈرتا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے وہ موت سے بھی نہیں ڈرتا، خدا سے نہ ڈرنے والا بزدل ہوتا ہے جو صرف خدا سے امید رکھتا ہے وہ بندوں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ بندوں کی خوشامد کرنے کی بجائے اپنے خدا کے سامنے گڑگڑاتا ہے۔ ناامیدیوں میں بھی مایوس نہیں ہوتا ہے ایسے شخص کو خدا بندوں کے سامنے ذلیل نہیں کرتا۔

جناب ابراہیمؑ کو جب نمرود اور اس کی قوم نے لاکھوں من آگ میں ڈالا تو آگ کے شعلوں میں جاتے ہوئے آپ نہیں ڈرے کیوں کہ آپ صرف خدا سے ڈرتے تھے۔ شعلوں میں جانے کے بعد بھی جناب ابراہیمؑ مایوس نہیں ہوئے بلکہ آپ صرف خدا سے امید رکھتے تھے اللہ نے بھی آگ کو ٹھنڈا کر کے جناب ابراہیمؑ کو بچالیا۔ لہٰذا ہم کو بھی مایوس نہیں ہونا چاہیے اور ہمارے دل سے کبھی خدا کا خوف نہیں نکلنا چاہیے۔ ہم کو خدا سے اس طرح نہیں ڈرنا چاہیے کہ جس طرح ہم ظالم یا درندے سے ڈرتے ہیں کیونکہ اس صورت میں صرف ڈر ہی ڈر ہوتا ہے امید کی کوئی جھلک نہیں ہوتی بلکہ اس طرح ڈرنا چاہیے جس طرح ہم ماں باپ یا استاد سے ڈرتے ہیں جہاں خوف کے ساتھ امید اور سہارا بھی ہوتا ہے۔

سوالات

۱۔ توکل کے کیا معنی ہیں؟

۲۔ اللہ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے کیوں بچایا؟

۳۔ اللہ سے کس طرح ڈرنا چاہیے؟

عدل

عدل کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق اسی جگہ پر رکھنا۔ لہٰذا خدا کے عادل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کائنات کا نظام اس قدر منظم رکھا ہے کہ اگر کوئی شے اپنی جگہ سے ایک انچ آگے پیچھے کر دی جائے تو سارا نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے۔ مثال کے طور پر اگر سورج زمین سے ایک انچ بھی قریب تر ہو جائے تو زمین جل کر راکھ ہو جائے اور اگر دور ہو جائے تو کائنات منہدم ہو کر رہ جائے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا بنانے والا انتہائی درجہ کا عادل ہے اور اس نے ہر شے کو اس کی واقعی جگہ پر رکھا ہے، ظالم کو ظلم کی سزا دیتی ہے تو عدل کی بناء پر اور مظلوم کی دادرسی کرتی ہے تو بھی اس کی عدل کی بنیاد پر ہے۔ قانونِ فطرت پر نظر دوڑائیں تو ہر طرف عدل ہی عدل نظر آتا ہے۔

چونکہ عدل کا متضاد لفظ ظلم ہے اور یہ ایک بری صفت ہے اور یہ صفت خدا میں نہیں پائی جاتی۔ اس کا تعلق بندوں سے ہے خواہ وہ اپنے آپ پر ظلم کرے یا دوسرے پر ظلم کرے۔

خدا کے عادل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی برا کام کوئی شخص اس صورت میں کرتا ہے جب اسے اس کی برائی معلوم نہ ہو یا وہ برائی جانتا ہو لیکن کسی نفع کے لیے جان بوجھ کر برائی کرے یا کسی کے خوف سے یا مجبوراً کرے۔ خدا میں یہ باتیں نہیں پائی جاتیں وہ عالم ہے لہٰذا ہر بات کو جانتا ہے اور غنی ہے لہٰذا اس کو کسی

چیز کی لالچ یا ضرورت نہیں ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اسے نہ کوئی ضرورت ہے نہ کوئی اسے مجبور کرسکتا ہے اور نہ ہی اس کو کسی کا خوف ہے۔

دوسری دلیل خدا کے عادل ہونے کی یہ ہے کہ اس نے بندوں کو حکم دیا ہے کہ ظلم نہ کریں۔ قرآن مجید میں بھی یہ حکم بار بار آیا ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے بھی اس کا یہ حکم بیان کیا ہے لہٰذا کسی کو ظلم نہ کرنے کا حکم دے کر وہ خود کیسے ظلم کرسکتا ہے۔

تیسری دلیل خدا کے عادل ہونے کی یہ ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ برے کام کرنے والوں کو دوزخ میں ڈالوں گا اور اچھے کام کرنے والوں کو جنت میں داخل کردوں گا۔ انسان جنت کی لالچ اور دوزخ کے خوف کی وجہ سے اچھے کام کرتے ہیں اور برے کاموں کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ ان کو خدا کی باتوں پر بھروسہ ہے لیکن اگر خدا عادل نہ ہوتا تو ہم سوچ سکتے ہیں کہ ممکن ہے ہم اچھے کام کریں پھر بھی خدا دوزخ میں ڈال دے یہ سوچنے کے بعد نہ خدا پر بھروسہ رہے گا نہ کوئی شخص برا کام کرنے سے باز رہے گا اور نہ کوئی اچھا کام کرے گا اس طرح دنیا برائی سے بھر جائے گا اس لیے خدا کو عادل ماننا ہم سب پر لازم ہے تاکہ اس کے وعدوں پر اعتبار قائم رہے اور ہم اس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کریں۔

سوالات

۱۔ خدا کے عادل ہونے کا کیا مطلب ہے؟

۲۔ خدا کے عادل ہونے کی کوئی ایک دلیل بیان کرو؟

۳۔ خدا عادل نہ رہے تو دنیا برائیوں سے کیوں بھر جائے گی؟

نبوت

اس دنیا میں آدمی بھی پیدا ہوتا ہے اور جانور بھی۔ زندگی بھر دونوں کھاتے پیتے اور رہتے ہیں پھر ایک نہ ایک دن دونوں کو موت آجاتی ہے ان باتوں میں تو آدمی اور جانور ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ جانور سے اس کے اچھے اور برے کاموں کا حساب نہ لیا جائے گا اور اچھے یا برے کاموں کی وجہ سے اسے جنت یا دوزخ میں نہ بھیجا جائے گا لیکن انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوگا جس سے خدا خوش ہوگا اس کو جنت کی اچھی اچھی نعمتیں ملیں گی اور جس سے خدا ناراض ہوگا اس کو دوزح میں ڈال دیا جائے گا۔ جانور کی زندگی میں یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ خدا کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے مگر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان باتوں کو بھی معلوم کرے جن سے خدا ناخوش ہوتا ہے اور ان باتوں کو بھی معلوم کرے جن سے خدا خوش ہوتا ہے۔

خدا بندوں پر مہربان ہے اس لیے یہ باتیں بتانے کے لیے اس نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے جن میں تین سو تیرہ بڑے نبی تھے بڑے نبی کو رسول کہتے ہیں تین سو تیرہ رسولوں میں سے پانچ بڑے رسولؑ تھے جن کو اولوالعزم کہتے ہیں۔ ان پانچ میں سب سے بڑے ہمارے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جو خدا کے آخری نبی تھے۔ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے نہ آئے گا۔ جتنے لوگوں نے آپؐ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ سب جھوٹے ہیں۔ جیسے مسیلمہ کذاب،

سجاح اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ۔

جن نبیوں کے نام کتابوں میں ملتے ہیں ان میں مشہور یہ ہیں:

۱۔ حضرت آدمؑ ، ۲۔ حضرت نوحؑ ، ۳۔ حضرت ادریسؑ ، ۴۔ حضرت ابراہیمؑ ،
۵۔ حضرت اسماعیلؑ ، ۶۔ حضرت اسحاقؑ ، ۷۔ حضرت یعقوبؑ ، ۸۔ حضرت یوسفؑ ،
۹۔ حضرت یونسؑ ، ۱۰۔ حضرت لوطؑ ، ۱۱۔ حضرت ہودؑ ، ۱۲۔ حضرت شعیبؑ ،
۱۳۔ حضرت شیثؑ ، ۱۴۔ حضرت صالحؑ ، ۱۵۔ حضرت داؤدؑ ، ۱۶۔ حضرت سلیمانؑ ،
۱۷۔ حضرت ذوالکفلؑ ، ۱۸۔ حضرت الیسعؑ ، ۱۹۔ حضرت الیاسؑ ، ۲۰۔ حضرت زکریاؑ ،
۲۱۔ حضرت یحییٰؑ ، ۲۲۔ حضرت موسیٰؑ ، ۲۳۔ حضرت ہارونؑ ، ۲۴۔ حضرت یوشعؑ ،
۲۵۔ حضرت عیسیٰؑ ، ۲۶۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پانچ اولوالعزم پیغمبرؑ جن کو خدا نے صاحبِ شریعت بنایا تھا وہ جناب نوحؑ ، جناب ابراہیمؑ، جناب موسیٰؑ، جناب عیسیٰؑ، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ہمارے رسول کے آنے کے بعد پچھلی تمام شریعتیں خدا نے ختم کر دی ہیں۔ اب قیامت تک صرف آپ کی شریعت باقی رہے گی اور صرف اس شخص کی نجات ہوگی جو آپ کی شریعت کا ماننے والا ہوگا۔

سوالات

۱۔ انسانوں اور جانوروں میں کیا فرق ہے؟

۲۔ انسانوں کو خدا کی خوشی اور ناخوشی کیسے معلوم ہوئی؟

۳۔ دو جھوٹے نبیوں کے نام بتاؤ؟

۴۔ اب کس کی شریعت باقی ہے اور قیامت

نبی کے اوصاف

تم جانتے ہو کہ ہر نبی میں چند باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔ نبی عالم پیدا ہوتا ہے اس کے ماں باپ، دادا دادی وغیرہ تمام آباء و اجداد مسلمان ہوتے ہیں۔ نبی کسی کافر کی نسل سے پیدا نہیں ہوتا۔ نبی ہمیشہ شریف اور باعزت گھرانے میں پیدا ہوتا ہے۔ نبی میں کوئی قابلِ نفرت بیماری نہیں ہوتی۔ نبی کوئی ایسا کام یا پیشہ نہیں کرتا جو ذلت اور رسوائی کا سبب ہو۔

ہر نبی معصوم ہوتا ہے۔ اس سے نہ کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے، نہ کوئی برائی، نہ کوئی بھول چوک ہوتی ہے اور نہ خطا نہ غلطی۔ نبی چونکہ عالم پیدا ہوتا ہے اس لیے ہر گناہ سے نفرت کرتا ہے اور ہر برائی سے بیزار رہتا ہے۔ اسی نفرت اور بیزاری کی وجہ سے وہ کبھی گناہ نہیں کرتا۔ یہ سمجھنا غلط ہے کہ معصوم برائی نہ کرنے اور نیک کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ اپنے علم کے باعث اپنے ارادہ اور اختیار سے گناہوں سے بچتا ہے اور نیکیاں بجالاتا ہے۔

نبی جتنے لوگوں کی ہدایت کے لیے آتا ہے ان سب لوگوں سے ہر کمال اور ہر خوبی میں بہتر ہوتا ہے۔ نبی کے زمانہ کا کوئی انسان کسی خوبی میں نبی سے افضل نہیں ہوسکتا۔

کوئی نبی خود نبی نہیں بنتا بلکہ خدا اس کو نبوت دیتا ہے۔

سوالات

۱۔ کیا نبی کے آباء و اجداد میں کوئی کافر ہو سکتا ہے؟

۲۔ کیا معصوم اچھے کام کرنے اور برے کام نہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے؟

۳۔ نبی کن لوگوں سے افضل ہوتا ہے؟

نبی کی پہچان

خدا نے کس کو نبی بنا کر بھیجا ہے؟ یہ بات ہم کو دو طرح سے معلوم ہوتی ہے۔

(۱) جو نبی پہلے گزرا ہے وہ بعد میں آنے والے نبی کا نام و پتہ اور نشان بتا کر جائے جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ہمارے نبی کے آنے کی خبر دے گئے تھے اور آپؑ نے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا اس کا نام احمدؐ ہوگا اسی طرح ہمارے نبی کے آنے کی خبر حضرت موسیٰؑ نے بھی دی تھی۔ آپؑ نے بتایا تھا کہ یثرب کے شہر میں آخری نبی آئے گا۔ چنانچہ یہودی ہمارے نبیؐ کے آنے سے پہلے یثرب شہر میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ یثرب مدینہ منورہ کا دوسرا نام ہے۔ یہودی اور عیسائی جناب عیسیٰؑ اور جناب موسیٰؑ سے خبر سن کر آخری نبی کا انتظار کرنے لگے مگر ان سب کی بڑی بدبختی یہ تھی کہ جب وہ نبی تشریف لائے جن کا انتظار تھا تو بجائے ایمان لانے کے اور مدد کرنے کے زیادہ تر آپؐ کے دشمن اور سخت مخالف ہو گئے۔

۲۔ نبی کے پہچاننے کا دوسرا ذریعہ معجزہ ہے۔ معجزہ خدا کی دی ہوئی وہ طاقت ہے جس کے ذریعے نبی ایسے حیرت انگیز کام کر دکھاتا ہے جس کا جواب لانے سے اس کے زمانے والے عاجز ہو جاتے ہیں۔ اس طرح زمانہ کے لوگوں کو یقین ہو جاتا ہے کہ معجزہ دکھانے والا خدا کا بھیجا ہوا نبی ہے اس لیے ہر نبی اپنی رسالت کے دعوے کے ثبوت میں معجزہ پیش کرتا ہے جیسے جناب موسیٰؑ کا عصا جس

نے اژدہا بن کر جادوگروں کی ان تمام رسیوں کا نگل لیا تھا جو جادوگروں کے کرتب کی وجہ سے رینگتے ہوئے سانپ نظر آرہی تھیں۔ جناب عیسیٰؑ مُردوں کو زندہ اور بیماروں کو بغیر دوا کے اچھا کر دیتے تھے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بہت سے معجزات دکھائے۔

آپؐ نے انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔ ایک بار آپ کی انگلیوں سے چشمہ جاری ہوا تھا۔ پتھر اور جانور آپؐ کے حکم پر انسانوں کی طرح آپ کی نبوت و رسالت کی گواہی دیتے تھے۔ قرآن مجید ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا اور قیامت تک باقی رہنے والا معجزہ ہے جس میں تمام انسانوں اور جنوں کو چیلنج کیا گیا ہے کہ اگر ممکن ہو تو تم سب مل کر اس کا جواب لاؤ مگر آج تک کوئی جواب نہ لا سکا جو قرآن مجید کے معجزہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

سوالات

۱۔ نبی کی پہچان کے دو طریقے کیا ہیں؟

۲۔ نبی کو خدا معجزہ کیوں دیتا ہے؟

۳۔ کوئی پانچ بڑے معجزے بیان کرو؟

ہمارے آخری نبیؐ

ہمارے آخری نبیؐ ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱ عام الفیل کو جمعہ کے دن صبح صادق کے قریب مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدۂ ماجدہ جنابِ آمنہ خاتون ہیں۔ آپؐ کے نانا وہب ہیں جو مدینہ منورہ کے بہت باعزت آدمی تھے۔ نبی کریمؐ کی ولادت سے پہلے ہی آپؐ کے والدِ محترم جناب عبداللہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ جناب ابو طالبؑ آنحضرتؐ کے حقیقی چچا تھے۔ آپ کی ولادت کے وقت زمین سے آسمان تک ایک نور روشن تھا۔ ملائکہ آسمان سے بڑی تعداد میں زمین پر اتر رہے تھے۔ شیطان نے گھبرا کر ملائکہ سے پوچھا کہ کیا قیامت آگئی؟ ملائکہ نے بتایا کہ آخری نبی حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے ہیں ہم آسمانوں سے مبارک باد دینے کے لیے آئے ہیں۔ شیطان یہ سن کر اسی وقت سے نبی کریمؐ اور آپ کی آلِ پاک کا دشمن ہوگیا۔

آپ جب چھ برس کے تھے تو آپؐ کی والدہ ماجدہ جناب آمنہ خاتون نے مقامِ ابواء میں انتقال فرمایا۔ آپؐ آٹھ برس کے تھے تو آپ کے شفیق دادا جناب عبدالمطلب نے انتقال فرمایا۔ دادا کے انتقال کے بعد آپ کی پرورش آپؐ کے حقیقی اور مہربان چچا جناب ابو طالبؑ نے کی۔ جناب ابو طالبؑ مرتے دم تک آپؐ کے حامی و مددگار اور ناصر اور محافظ رہے۔ آپؐ کی چچی جنابِ فاطمہ بنت اسد حضرت علیؑ کی والدہ ماجدہ تھیں انھوں نے مثل ماں کے آپ کو پالا۔ آپ اُن

کو ماں ہی کہتے تھے۔ جب آپ کا سن مبارک پچیس سال کا تھا تو آپ کی شادی عرب کی مشہور خاتون جناب خدیجہؑ سے ہوئی۔ جناب خدیجہؑ نے اپنی ساری دولت اسلام کی تبلیغ پر صرف کردی۔ جناب خدیجہؑ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ساری شادیاں کیں لیکن آپؐ اپنی وفات تک حضرت خدیجہ کو ہی یاد فرماتے رہے۔ جب آپ کا سن مبارک چالیس برس کا ہوا تو ۲۷ رجب کو خدا نے آپ کو اعلانِ نبوت کا حکم دیا۔ تین سال آپؐ نے پوشیدہ تبلیغ کی۔ اس کے بعد کھل کر تبلیغ کرنے کا حکم آیا جب آپ کی عمر ۵۱ برس تھی اور اسلام کے اعلان کو گیارہ برس ہوچکے تھے تو چند مہینوں کے فاصلے سے یکے بعد دیگرے جناب ابو طالبؑ اور جناب خدیجہؑ نے انتقال کیا۔ آپؐ ان دونوں کی موت پر بہت رنجیدہ ہوئے اور اس سال کا نام غم کا سال رکھ دیا۔ جب آپؐ کی عمر ۵۳ برس تھی تو مکہ میں تیرہ سال دین کی تبلیغ کرکے اور سخت ترین مصائب جھیل کر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت کی رات دشمنوں نے آپ کا گھر گھیر لیا تھا۔ آپؐ اللہ کے حکم سے گھر سے باہر نکلے تو دشمن اندھے ہوگئے۔ آپ کو جاتے ہوئے نہ دیکھ سکے۔ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے بستر پر سلا دیا۔ چنانچہ بستر دیکھ کر دشمن رات بھر یہی سمجھتے رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما رہے ہیں اور حضرت علیؑ دشمنوں کی کھنچی ہوئی تلواروں کے سایہ میں رات بھر بڑے اطمینان سے آرام فرماتے رہے۔ حضرت رسول خداؐ نے ہجرت کے بعد دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ تریسٹھ (۶۳) سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

آپؐ نے جس سال مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اسی سال سے یہ سن

ہجری شروع ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال آپؐ نے اپنی لختِ جگر اسلام کی شہزادی جناب فاطمۃ الزہراؑ کی شادی دین و دنیا کے مولا حضرت علی علیہ السلام سے کی۔ ۱۰ھ میں آنحضرتؐ نے آخری حج کیا اور حج سے واپسی پر اٹھارہ ذوالحجہ کو غدیر خم کے مقام پر سوا لاکھ حاجیوں کے سامنے دوپہر کے وقت کھلے میدان میں حضرت علیؑ کو اللہ کے حکم سے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرما کر ان کو تمام مسلمانوں کا حاکم قرار دیا۔ مدینہ واپس آ کر آپ دو مہینے دس دن زندہ رہے اور چند دن بیمار رہ کر ۲۸ صفر ۱۱ ہجری کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت علیؑ نے اللہ کے آخری رسول کو غسل و کفن دیا اور رسالت کے آفتاب کو قبر کے مغرب میں چھپا دیا۔

سوالات

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت اور وفات کی تاریخ اور آپ کی عمر بتاؤ؟

۲۔ بچپن میں آنحضرت کی پرورش کس کس نے کی؟

۳۔ بعثت اور ہجرت کے وقت آپ کی عمر کیا تھی؟

۴۔ سالِ غم کون سا سال ہے اور کیوں؟

۵۔ حضرت علی علیہ السلام کو کب اور کہاں خلیفہ بنایا گیا؟

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کس نے دفن کیا؟

عصمت

ہم جاہل پیدا ہوتے ہیں اور دنیا کی ہر چیز سے بے خبر ہوتے ہیں پھر دھیرے دھیرے علم حاصل کرتے ہیں۔ جتنا ہمارا علم بڑھتا ہے اسی قدر ہماری جہالت کم ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہمارا علم کم ہی ہوتا ہے۔ ہم میں سے بڑے سے بڑا عالم بھی بے عیب نہیں ہوتا ہے ہم جاننے کے باوجود بھول جاتے ہیں اور بھولے سے غلطی کر بیٹھتے ہیں اس کے علاوہ ہم جان بوجھ کر بھی غلطیاں اور گناہ کرتے ہیں۔ اللہ نے ان سے بچانے کے لیے ہماری ہدایت کے لیے نبی اور امام بھیجے۔

نبی اور امام کا ان تمام کمزوریوں سے پاک ہونا ضروری ہے ورنہ وہ ہماری ہدایت نہ کر سکیں گے بلکہ ضرورت ہوگی کہ بھول چوک اور غلطی کے موقع پر کوئی ان کی ہدایت کرے۔

نبی اور امام کو معصوم بنانے کے لیے خدا ان کو اپنی ایک مخصوص مہربانی کے ذریعے ایسا عالم اور پاک نفس بنا دیتا ہے کہ وہ نہ کبھی کسی غلطی کا ارادہ کرتے ہیں اور نہ ان سے کوئی گناہ سرزد ہو سکتا ہے۔ اس مخصوص مہربانی کا نام عصمت ہے اور خدا جس کو اپنی یہ مخصوص مہربانی عطا کرتا ہے وہ معصوم ہوتا ہے۔ چونکہ عصمت ایک پوشیدہ مہربانی ہے جو خدا اپنے مخصوص بندوں کو عطا کرتا ہے لہٰذا خدا کے بتائے بغیر کسی کا معصوم ہونا معلوم نہیں ہو سکتا۔ نبی کریمؐ، بارہ امام اور جناب فاطمہؑ کے لیے اللہ ہی نے بتایا ہے کہ یہ معصوم ہیں۔ نبی یا امام کو صرف خدا ہی مقرر کر سکتا ہے کیونکہ ان کا معصوم ہونا ضروری ہے اس کی خبر سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے لہٰذا نبی یا امام وہی ہوتا ہے جسے خدا مقرر کرتا ہے اور جس کے معصوم ہونے کی خبر اس نے دی ہے۔

سوالات

۱۔ امام کی عصمت کا مطلب بتاؤ

۲۔ عصمت کیسے معلوم ہوتی ہے؟

۳۔ کیا عصمت کے بعد آدمی مجبور ہو جاتا ہے؟

چودہ معصومینؑ

۱۔ **ہمارے رسولؐ:** آپؐ کے والد جناب عبداللہ، دادا جناب عبدالمطلب اور ماں جناب آمنہ خاتون تھیں۔ آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔

۲۔ **جنابِ فاطمہؑ:** آپؑ کے والد ہمارے رسولؐ اور ماں جناب خدیجہ تھیں۔ آپؑ کی شادی حضرت علیؑ سے ہوئی۔ مکہ میں پیدا ہوئیں اور مدینہ میں شہادت ہوئی۔

۳۔ **حضرت علیؑ:** آپؑ کے والد جناب ابوطالب، دادا جناب عبدالمطلب اور ماں جناب فاطمہ بنت اسد تھیں۔ آپؑ خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور مسجد کوفہ میں شہید ہوئے۔

۴۔ **امام حسنؑ:** آپؑ کے والد حضرت علیؑ اور والدہ جناب فاطمہؑ ہیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ ہی میں شہید ہوئے۔

۵۔ **امام حسینؑ:** آپؑ کے والد حضرت علیؑ اور ماں جناب فاطمہؑ ہیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور کربلا میں شہید ہوئے۔

۶۔ **امام زین العابدینؑ:** آپ کا نام علیؑ ہے۔ آپؑ امام حسینؑ کے فرزند ہیں۔ جناب شہربانو آپؑ کی ماں تھیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ ہی میں شہید ہوئے۔

۷۔ **امام محمد باقرؑ:** آپ کا نام محمدؑ ہے۔ امام زین العابدینؑ آپ کے والد ماجد ہیں اور امام حسنؑ کی بیٹی فاطمہ آپؑ کی ماں ہیں۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ ہی میں شہید ہوئے۔

۸۔ **امام جعفر صادقؑ:** آپ کا نام جعفرؑ ہے۔ آپؑ کے والد ماجد امام محمد باقرؑ ہیں۔ ماں کا نام ام فروہ ہے۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور وہیں شہید ہوئے۔

۹۔ **امام موسیٰ کاظمؑ:** آپ کا نام موسیٰؑ ہے۔ آپ کے والد امام جعفر صادقؑ ہیں اور ماں کا نام حمیدہ خاتون ہے۔ آپؑ ابواء میں پیدا ہوئے اور بغداد میں شہید ہوئے۔

۱۰۔ **امام علی رضاؑ:** آپ کا نام علیؑ ہے۔ آپؑ امام موسیٰ کاظمؑ کے بیٹے ہیں۔ آپؑ کی ماں کا نام نجمہ خاتون تھا۔ مدینہ میں پیدا ہوئے خراسان میں شہید ہوئے۔

۱۱۔ **امام محمد تقیؑ:** آپ کا نام محمدؑ ہے۔ آپ کے والد حضرت علی رضاؑ ہیں۔ ماں کا نام سبیکہ خاتون تھا۔ مدینہ میں پیدا ہوئے اور کاظمین میں شہید ہوئے۔

۱۲۔ **امام علی نقیؑ:** آپ کا نام علیؑ ہے۔ آپؑ کے والد ماجد امام محمد تقیؑ اور ماں سمانہ خاتون تھیں۔ آپؑ مدینہ میں پیدا ہوئے اور سامرہ میں شہید ہوئے۔

۱۳۔ **امام حسن عسکریؑ:** آپ کا نام حسنؑ ہے۔ آپؑ کی ماں کا نام حدیثہ خاتون تھا اور والد امام علی نقیؑ ہیں۔ آپؑ مدینہ میں پیدا ہوئے اور سامرہ میں شہید ہوئے۔

۱۴۔ **امام مہدیؑ:** آپ کا نام محمدؑ ہے۔ آپؑ حضرت امام حسن عسکریؑ کے بیٹے ہیں۔ ماں کا نام نرجس خاتون ہے۔ سامرہ میں پیدا ہوئے اور بحکم خدا زندہ ہیں۔ آپؑ کے القاب مہدی، امام زمانہ، ولی عصر، حجۃ اللہ، صاحب العصر، صاحب الزماں وغیرہ ہیں۔ آپؑ کو نام کے بجائے القاب سے پکارنا چاہیے۔ نام لینا صحیح نہیں ہے۔

سوالات

۱۔ دسویں امام کہاں پیدا ہوئے اور آپؑ کی ماں کا نام کیا ہے؟

۲۔ بارھویں امام کا نام لینا کیسا ہے؟ آپؑ کو کیونکر پکارا جائے؟

تیرھواں سبق

امامت

امامت بھی نبوت ہی کی طرح اصولِ دین میں ہے نہ کہ فروعِ دین میں۔

جس طرح خدا نے بندوں کی ہدایت کے لیے نبی کے بعد نبی بھیجتا رہا ہے اسی طرح خدا کے لیے ضروری ہے کہ نبوت ختم ہونے کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی ہدایت کا انتظام کرے۔ چنانچہ اسی نے خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۱۲ اماموں کو امت کا ہادی اور رہبر مقرر فرمایا۔ ان بارہ اماموں کی امامت کے خاتمہ پر دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آ جائے گی۔

امامت اصولِ دین کا مسئلہ ہے اس کو مانے بغیر نہ کوئی شخص باایمان مرسکتا ہے اور نہ مرنے کے بعد جنت میں جگہ پا سکتا ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ "قیامت کے دن ہم ہر انسان کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے"۔ معلوم ہوا کہ قیامت کے دن انسانوں سے فقط یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ تمھارا خدا کون ہے، تمھارا نبی کون سا ہے، تمھاری کتاب کون سی ہے، تمھارا قبلہ کیا ہے، تمھارا دین کیا ہے؟ بلکہ ایک بڑا سوال یہ بھی ہوگا کہ تمھارا امام کون ہے؟ لہذا امام کا جاننا اور ماننا ضروری ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مرجائے گا اس کی موت گمراہی کی موت ہوگی۔ معلوم ہوا کہ امام زمانہ کو مانے بغیر کوئی شخص مومن کی موت نہیں مرسکتا۔ جب امام کو ماننا اس قدر ضروری ہے تو خدا کی ذمہ داری ہے کہ وہ اماموں کا انتخاب کرے اور نبی کے ذریعے ان اماموں کے ناموں کا اعلان کرے۔

جب قیامت تک دینِ خدا اور قرآن کا رہنا ضروری ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ شریعت کتاب وسنت کے کچھ محافظ بھی قیامت تک رہیں۔ بارہ امام اسی لیے مقرر کیے گئے کہ وہ نبیؐ کے دین کو باقی رکھیں۔ امام میں درج ذیل صفات پائی جاتی ہیں:

(۱) امام نبی کی طرح معصوم ہوتا ہے ہر خطا، ہر غلطی بھول چوک اور سہو ونسیان سے پاک ہوتا ہے۔

(۲) امام نبی کی طرح عالم پیدا ہوتا ہے اور وہ زندگی میں کسی چھوٹے سے چھوٹے یا بڑے سے بڑے مسئلہ کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے معلوم نہیں۔

(۳) امام نبی کی طرح معجزہ کی طاقت کا مالک ہوتا ہے۔ نبی اور امام کے معجزے کا جواب لانا ممکن نہیں ہوتا۔

(۴) امام نبی کی طرح اپنے زمانہ کے تمام انسانوں سے ہر فضل وکمال میں افضل ہوتا ہے۔

(۵) امام نبی کی طرح ہر ذاتی، خاندانی، جسمانی، روحانی، ظاہری اور باطنی عیب سے پاک ہوتا ہے۔

(۶) امام نبی کی طرح تمام کمالات کا مجموعہ ہوتا ہے۔

(۷) امام نبی کی طرح اپنے زمانے کا سب سے بہادر انسان ہوتا ہے۔

(۸) امام نبی کی طرح دین اور دنیا کا مکمل حاکم ہوتا ہے۔

(۹) امام ہاشمی ہوتا ہے اور نبی کے اہلِ بیتؑ طاہرین میں سے ہوتا ہے۔

سوالات

۱۔ امامت اصولِ دین میں ہے۔ اس کی دلیل میں ایک آیت اور ایک حدیث بیان کرو۔

۲۔ امام میں نبی کی طرح کون سی باتیں پائی جاتی ہیں؟

امام کا ہونا ضروری ہے

(ایک دلچسپ مکالمہ)

امام کے بغیر نہ دنیا باقی رہ سکتی ہے اور نہ انسانوں کو ہدایت مل سکتی ہے۔

اس مسئلہ میں ہم ایک دلچسپ گفتگو سناتے ہیں۔

ہشام بن حکم جو جناب امام جعفر صادقؑ کے صحابی اور شاگرد تھے انھوں نے سنا کہ عمرو بن عبیدہ بصرہ کی جامع مسجد میں لوگوں کے سامنے بڑے بڑے غلط اور جھوٹے دعوے کرتا ہے تو ایک مرتبہ جمعہ کے دن اس مسجد میں جا پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ اسے گھیرے ہوئے ہیں اور کچھ پوچھ رہے ہیں یہ بھی بھیڑ کو چیرتے ہوئے اس کے قریب جا پہنچے اور دونوں میں اس قسم کی باتیں ہونے لگیں:

ہشام: میں ایک مسافر ہوں اگر اجازت ہو تو میں بھی کچھ پوچھوں۔

عمرو: (بیباکی سے) جو پوچھنا چاہو پوچھو۔

ہشام: کیا تمھاری آنکھیں ہیں؟

عمرو: یہ بھی کوئی سوال ہے کیا اس سے بڑھ کو بیوقوفی کا کوئی سوال ہوسکتا ہے۔

ہشام: مجھے تو پوچھنا یہی ہے آخر بتانے میں تمھارا کیا بگڑتا ہے۔

عمرو: اچھا خفا نہ ہو تمھیں اگر یہی پوچھنا ہے تو میں بھی جواب دیتا ہوں کہ آنکھیں ہیں۔

ہشام: بھلا تم اس سے کیا کام لیتے ہو؟

عمرو: ارے بھائی یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ ظاہر ہے میں اس سے چیزوں کو دیکھتا ہوں اور رنگوں کا فرق پہچانتا ہوں۔

ہشام: کیا تمھاری ناک بھی ہے؟

عمرو: ہے تو مگر آپ کا مطلب؟

ہشام: مطلب کچھ نہیں صرف بتا دیجیے کہ آپ اس سے کیا کام لیتے ہیں؟

عمرو: اس سے ہر طرح کی اچھی بری بو معلوم ہوتی ہے اس سے سانس لیتا ہوں۔

ہشام: کیا زبان بھی ہے؟

عمرو: اچھا بھائی یہ سوال بھی سہی۔ ہاں زبان بھی ہے۔

ہشام: اس سے کچھ کام لیتے ہو؟

عمرو: اس سے باتیں کرتا ہوں مختلف چیزوں کے مزے محسوس کرتا ہوں، میٹھا کڑوا، نمکین، پھیکا اسی سے معلوم کرتا ہوں۔

ہشام: کیا تمھارے کان بھی ہیں؟

عمرو: ہاں بھائی ہیں۔

ہشام: کیا یہ بھی کچھ کام آتے ہیں یا یوں ہی ہیں؟

عمرو: کیا خوب! حضرت ان سے اچھی بری قریب و دور کی باتیں سنتا ہوں۔

ہشام: خیر ہوگا۔ بھلا یہ تو بتایئے ہاتھ بھی ہیں؟

عمرو: واہ واہ ہاتھ نہیں ہیں تو کیا میں ٹنڈا ہوں، اپنا مطلب کہیے۔

ہشام: ان سے کچھ کام بھی چلتا ہے یا صرف یونہی دیکھنے کے ہیں؟

عمرو: سبحان اللہ! ارے بھائی انھیں سے چھو کر تو ٹھنڈک اور گرمی، خشکی اور تری، نمی اور سختی یا کھردری اور چکنی چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔ غرض اسی طرح ایک ایک عضو کے بارے میں پوچھتے پوچھتے آخر دل کے بارے میں سوال کیا۔

ہشام: کیا تمھارے پاس دل بھی ہے یا بغیر دل کے پیدا ہوئے ہو؟

عمرو: ماشاء اللہ جب دل ہی نہ ہو تو پھر کیوں کر کوئی کام ہو، دل ہی تو سارے کاموں کا ذمہ دار ہے۔

ہشام: کیا اس سے بھی کچھ کام نکلتا ہے؟

عمرو: کیا کہنا! ارے بھائی یہ تو سارے بدن کا بادشاہ ہے اور یہی بدن کی ساری سلطنت کی دیکھ بھال کرتا ہے۔

ہشام: کیا اور اعضاء سب اس کے محتاج اور تابع فرمان ہیں؟

عمرو: بغیر اس کے تو کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔

ہشام: جب یہ اعضاء صحیح سالم ہیں تو پھر دل کے محتاج کیوں ہیں؟

عمرو: میاں صاحبزادے جب یہ اعضاء کسی بات میں شک کرتے ہیں تو دل کی طرف رجوع کرتے ہیں اور دل جو حکم کرتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

ہشام: کیا انسان کے بدن میں دل کا ہونا ضروری ہے کہ بغیر اس کے اعضاء کو کسی چیز کا یقین حاصل ہی نہیں ہوتا؟

عمرو: ہاں ہاں یقیناً، بغیر اس کے کچھ نہیں ہو سکتا۔

ہشام: اے عمرو! جب خدا نے جسم کے چند اعضاء کو بغیر رہنما کے اور حاکم کے نہیں چھوڑا ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ساری دنیا کو بغیر امام کے چھوڑ دے اور ان کی ہدایت کا انتظام نہ کرے۔ یہ سن کر عمرو کے ہوش اڑ گئے اور گھبرا کر کہنے لگا۔

عمرو: میاں کیا تم ہشام ہو؟

ہشام: نام سے کیا مطلب؟

عمرو: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

ہشام: کوفہ کا باشندہ ہوں۔

عمرو: تب تم ضرور ہشام ہو یہ کہہ کر جلدی سے اٹھا اور ہشام کو گلے لگا لیا اور مسند پر جگہ دی اور اپنے پہلو میں بٹھا دیا اور جب تک ہشام بیٹھے رہے ڈر کے مارے دم نہ مارا اور کوئی بات نہ کی۔

نوٹ: آپ نے دیکھا کہ ہشام نے کس خوب صورت انداز سے اور کیسی مضبوط دلائل سے ثابت کر دیا کہ ہر زمانے میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے۔

سوالات

۱۔ ہشام کون تھے، کس کے صحابی تھے؟

۲۔ انھوں نے عمرو بن عبید بصری کو کیوں کر لاجواب کیا؟

۳۔ ہشام کو یہ علم کس سے ملا تھا؟

۴۔ ہشام کو عمرو کیسے پہچان گیا؟

دُنیا کا آخری انجام

جس طرح پہلے یہ دنیا نہ تھی اور بعد میں پیدا ہوگئی اس طرح ایک دن ایسا آئے گا جب یہ دنیا نہ رہے گی اور قیامت آجائے گی۔ قیامت اس طرح آئے گی کہ خدا کے حکم سے حضرت اسرافیل ایک صور لیکر زمین پر آئیں گے۔ صور کے اوپر کے سرے میں دو گوشے ہوں گے ایک گوشے کا رخ آسمان کی طرف ہوگا اور دوسرے کا رخ زمین کی طرف ہوگا۔ پہلے زمین کی طرف والے گوشہ میں صور پھونکیں گے جس سے سب زمین والے مر جائیں گے پھر آسمان کی طرف والے گوشہ میں صور پھونکیں گے جس سے سب آسمان والے مر جائیں گے اور سوائے حضرت اسرافیل کے کوئی زندہ نہ رہے گا۔ پھر حضرت اسرافیل بھی خدا کے حکم سے مر جائیں گے اور خدائے عزوجل کے علاوہ اور کوئی باقی نہ رہے گا اس کے بعد جب خدا کی مرضی ہوگی تو پہلے آسمان والوں کو اور پھر زمین والوں کو زندہ کیا جائے گا اور پھر سب کا حساب کتاب ہوگا اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق لوگ جنت یا جہنم میں جائیں گے۔

قیامت کی علامتیں

قیامت آنے سے پہلے کچھ باتیں ظاہر ہوں گی جن سے پتہ چل جائے گا کہ قیامت آنے والی ہے:

۱۔ یاجوج ماجوج کا خروج: یہ بڑی تباہی مچاتے تھے اور خونریزی کرتے تھے سکندر ذوالقرنین نے ایک دیوار بنا دی تھی جس کی وجہ سے دنیا یاجوج ماجوج کی مصیبتوں سے نجات پا گئی تھی۔ جب قیامت نزدیک ہوگی تو یہ دیوار گر جائے گی اور یاجوج ماجوج نکل آئیں گے اور بڑی تباہی پھیلائیں گے۔

۲۔ قیامت کے آنے کے وقت سورج پچھم (مغرب) سے نکلے گا۔

۳۔ قیامت آنے سے پہلے ساری دنیا میں دھواں پھیل جائے گا۔

سوالات

۱۔ قیامت کب آئے گی؟ ۲۔ حضرت اسرافیل کون ہیں؟

۳۔ قیامت سے پہلے کون سے واقعات ہوں گے؟

نماز

(ہمارا فریضہ)

اللہ نے ہمیں زندگی دی ہے، وہی ہمیں رزق دیتا ہے، اس نے ہمیں ماں، باپ، بھائی، بہن دیئے، وہی ہمیں علم اور ترقی دینے والا ہے، وہی ہمیں دولت اور عزت دیتا ہے، وہی مال میں برکت دیتا ہے۔ غرض ہمیں جو کچھ ملتا ہے اسی سے ملتا ہے۔

اللہ ہمارے ماں باپ سے زیادہ ہم سے محبت کرنے والا ہے ہمیں بھی اس محبت کرنے والے اللہ سے محبت کرنا چاہئے۔ اللہ سے محبت کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو خوش رکھیں اللہ کو خوش رکھنے کا نام عبادت ہے۔ عبادت کرنا ہمارا فریضہ ہے۔

نماز سب سے بڑی عبادت ہے اس میں دین و دنیا کے بہت فائدے ہیں۔ نماز پڑھنے سے ہم میں وقت کی پابندی کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ نماز پڑھنے والے کا جسم صاف رہتا ہے اور دل پاک رہتا ہے۔

نماز پڑھنے سے علم، ایمان اور دولت میں اللہ برکت دیتا ہے۔ نماز پڑھنے والے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

نماز پڑھنے والے سے اللہ بھی خوش، رسولؐ بھی خوش، آئمہؑ بھی خوش اور ایمان والے بھی خوش رہتے ہیں۔ نماز سے انسان کی روح میں بلندی پیدا ہوتی

سے۔ نماز ہمیں بری باتوں سے روکتی ہے۔ نماز آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے جس کی نماز قبول اس کا ہر ایک نیک عمل قبول جس کی نماز قبول نہیں اس کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

نماز سے بلائیں دور ہوتی ہیں آدمی کی مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔ نماز جو شخص ترک کرے وہ فاسق ہے اسے اللہ کے دربار سے سخت سزا ملے گی۔

نماز کو جو شخص حقیر اور بے کار سمجھے گا وہ کافر ہے جس نے نماز کا انکار کیا اس نے گویا خدا کا انکار کیا وہ مسلمان نہیں۔

نماز پڑھنے والا اللہ سے ڈرتا ہے اس لیے وہ برے کاموں سے دور رہتا ہے۔

نماز پڑھنے والا اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ نماز سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے سے آپس میں اتحاد اور بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے۔ نماز کا ایک قاعدہ مقرر ہے اور سب اسی طریقہ پر نماز ادا کرتے ہیں اس میں کوئی تبدیلی یا بے ترتیبی نہیں ہو سکتی۔ زندگی کے دوسرے کاموں میں بھی اگر یہی سلیقہ اور ترتیب برتی جائے تو ہر کام میں کامیابی یقینی ہے۔

سوالات

۱۔ عبادت کس چیز کا نام ہے اور سب سے بڑی عبادت کیا ہے؟

۲۔ نماز کو بے کار سمجھنے والے کو کیا کہیں گے؟

۳۔ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے میں کیا فائدہ ہے؟

معصومینؑ کی نمازیں

نوٹ: ذیل میں ہم بعض معصومینؑ کی کچھ خاص خاص نمازوں کا ذکر کرتے ہیں:

نبیؐ کی نماز

ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رات نماز میں کھڑے رہتے تھے۔ آپؐ کے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا۔ آخر اللہ کو کہنا پڑا کہ اے کملی اوڑھنے والے حبیب رات کو ذرا آرام بھی کر لیا کرو۔

پہلے امامؑ کی نماز

ہمارے پہلے امام حضرت علیؑ دین و دنیا کے بادشاہ تھے۔ ایک مرتبہ آپ لڑائی کے لیے گئے بڑے گھمسان کا رن پڑ رہا تھا دشمن آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ آپؑ کو قتل کر ڈالیں۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ آپؑ نے اس کی فکر نہیں کی کہ دشمن آپ کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں بس فوراً گھوڑے سے اترے اور نماز شروع کر دی۔ جب نماز پڑھ چکے تو ایک صحابی نے آپؑ سے پوچھا یا علیؑ بھلا اس لڑائی کی حالت میں نماز پڑھنے کا کیا موقع تھا۔ آپؑ نے جواب دیا ہم اسی نماز کو قائم کرنے کے لیے جنگ کر رہے ہیں۔

تیسرے امامؑ کی نماز

ہمارے تیسرے امام حضرت امام حسین علیہ السلام کو ہزاروں دشمنوں نے کربلا میں گھیر لیا اور آپؑ کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ محرم کی دسویں تاریخ کو جب ظہر کا وقت آیا تو آپؑ نے اپنے دو ساتھیوں کو سامنے کھڑا کیا تاکہ وہ دشمنوں کے ہر وار کو اپنے اوپر روکیں اور خود نماز میں مشغول ہو گئے۔ آپؑ کو نہ ہزاروں دشمنوں کا خوف ہوا نہ برستے تیروں کا ڈر، نہ موت کی فکر نہ زخمی ہونے کا خیال۔ آپؑ نے تیروں کی بوچھار میں نماز پوری کی۔ دشمنوں نے عصر کے وقت آپ کو شہید کیا تو آپؑ کا سر سجدہ میں تھا۔ آپؑ نے سجدہ میں سر کٹا کر ہمیں بتایا کہ جان جا سکتی ہے مگر بندگی نہیں جا سکتی۔

چوتھے امام کی نماز

حضرت امام زین العابدینؑ ہمارے چوتھے امام ہیں۔ آپ دن رات اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ اللہ کا ایسا خوف طاری ہوتا کہ لوگ یہ سمجھتے کہ امام کا انتقال ہوگیا۔

ایک مرتبہ آپؑ نماز پڑھ رہے تھے۔ شیطان نے سوچا کہ آپؑ کو آزمائے چنانچہ شیطان سانپ بن کر آپؑ کے مصلے پر آیا اور آپؑ کے انگوٹھے میں کاٹنا شروع کردیا۔ آپؑ نماز میں اتنے محو ہوگئے تھے کہ سانپ انگوٹھا چباتا رہا اور آپؑ کو خبر نہیں ہوئی اس پر شیطان کو بہت تعجب ہوا۔ نماز ختم ہونے کے بعد ایک غیبی آواز آئی "بے شک آپ زین العابدین ہیں"۔ یہی آپؑ کا مشہور لقب ہے۔

نماز کی شان

نماز میں بس اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔ ادھر اُدھر کا کوئی خیال دل میں نہیں آنے دینا چاہیے اگر کوئی پریشانی ہے تو نماز کے بعد دعا کرنی چاہیے اللہ اسے دور کر دے گا۔ نماز میں بس اللہ کا دھیان رکھنا نماز کی شان ہے۔ دوسری باتوں کے لیے ہمارے پاس دوسرا وقت موجود ہے یہی وجہ ہے کہ سچے مسلمان نماز میں صرف اللہ سے لو لگاتے ہیں۔ کوئی دوسرا خیال دل میں آنے ہی نہیں دیتے۔

ایک لڑائی میں حضرت علیؑ کے پیر میں تیر لگ گیا تھا جس کے نکالتے وقت آپؑ درد سے بے چین ہوگئے تھے۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب علیؑ نماز پڑھیں تب تیر نکال لینا۔ چنانچہ نماز کے دوران تیر نکال لیا گیا اور آپؑ کو خبر نہ ہوئی۔

اگر ہم اپنے اماموں کے سچے ماننے والے ہیں تو ہم کو نماز کبھی نہیں چھوڑنی چاہیے اور نہ نماز کے دوران ہمارے دل میں اللہ کے سوا کوئی اور خیال آنا چاہیے۔

سوالات

۱۔ عبادت کے معنی بیان کرو؟
۲۔ نماز کے تین فائدے بیان کرو؟
۳۔ کسی امام کی نماز کا کوئی واقعہ بیان کرو؟
۴۔ نماز کی شان کیا ہونی چاہیے؟

واجب نمازیں

امام عصر علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں ۶ قسم کی نمازیں واجب ہیں:

۱۔ نماز پنجگانہ یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء
۲۔ نماز آیات یعنی چاند گہن، سورج گہن، اور زلزلہ وغیرہ کے وقت کی نماز۔
۳۔ نماز میت
۴۔ نماز طواف واجب
۵۔ نماز قضائے والدین
۶۔ نماز اجارہ و نذر و عہد وغیرہ

نماز جمعہ کا شمار نماز پنجگانہ میں ہوتا ہے یہ جمعہ کے دن ظہر کے بدلے واجب تخییری ہے۔

شرائط نماز

نماز سے پہلے چھ چیزیں واجب ہیں:

۱۔ **ازالہ نجاست:** یعنی نجاست دور کرنا، پاک کپڑے پہننا۔
۲۔ **طہارت:** یعنی وضو یا غسل یا تیمم کرنا۔
۳۔ **ستر:** یعنی مرد اپنی اگلی پچھلی شرم گاہ چھپائے اور عورت سوائے منہ ہاتھوں کے سارے جسم کو چھپائے چاہے کوئی دیکھتا ہو یا نہ دیکھتا ہو۔
۴۔ **وقت:** یعنی ہر نماز کو اس کے وقت پر پڑھنا چاہیے۔
۵۔ **اباحت مکان:** یعنی نماز پڑھنے کی جگہ جائز ہو غصبی نہ ہو۔
۶۔ **استقبالِ قبلہ:** یعنی قبلہ رخ ہو کے نماز پڑھے۔
۷۔ مردوں کے لیے ریشمی یا سونا ملا ہوا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

سوالات

۱۔ زمانہ غیبت میں کتنی نمازیں واجب ہیں؟
۲۔ نماز سے پہلے جو چیزیں واجب ہیں وہ بیان کرو؟

قبلہ

قبلہ وہ جگہ ہے جہاں خانہ کعبہ واقع ہے۔ خانہ کعبہ کے آس پاس رہنے والے جو باآسانی قبلہ کو معلوم کر سکتے ہیں ان پر واجب ہے کہ کعبہ کے مقابل کھڑے ہو کر نماز پڑھیں جو کعبہ سے دور ہیں ان کو کعبہ کی سمت رخ کر کے نماز پڑھنا چاہیے۔

قبلہ کے معلوم کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں مثلاً دیکھیں گے کہ اس جگہ کے مسلمانوں کی مسجدیں کس رخ پر بنی ہوئی ہیں یا تمام وہ ذرائع جن سے سمت قبلہ کا گمان حاصل ہو سکتا ہے جیسے قطب نما یا مقامی باشندہ کا خبر دینا جس کے کہنے سے گمان پیدا ہو جائے۔

جب قبلہ کے تعین کا یقین یا گمان کسی طرح سے بھی ممکن نہ ہو تو قبلہ کا استقبال واجب نہیں ہے اور کسی ایک طرف نماز پڑھ لینا کافی ہے اگرچہ بہتر یہی ہے کہ ہر نماز کو چاروں طرف پڑھے۔

سوالات

۱۔ قبلہ کیا ہے؟

۲۔ کعبہ سے قریب والے کے لیے کیا حکم ہے؟

۳۔ خانہ کعبہ سے دور رہنے والے کے لیے کیا حکم ہے؟

۴۔ جب قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

لباس

نماز کی حالت میں مردوں کا اپنے آگے پیچھے کا چھپانا واجب ہے اور عورتوں کے لیے پورے جسم کا چھپانا واجب ہے۔ یہاں تک کہ بال بھی چھپے رہیں۔ صرف اتنا چہرہ کھلا رہ سکتا ہے جو وضو میں دھویا جاتا ہے۔ اور کلائی سے گٹے تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پیر کھلے رکھ سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی دیکھنے والا نہ ہو البتہ بہتر یہ ہے کہ موزے پہن کر نماز پڑھے۔ لباس کے بارے میں چند شرطوں کا لحاظ ضروری ہے۔

۱۔ کپڑا جسم کو چھپا سکتا ہو، نائلون یا ہلکے ململ کا کپڑا پہن کر عورتوں کے لیے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے جب تک الگ سے چادر وغیرہ نہ اوڑھ لیں چاہے کوئی دیکھنے والا موجود ہو یا نہ ہو۔

۲۔ کپڑا پاک ہو، نجس کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر پاک کرنے کا امکان نہ ہو اور وقت تنگ ہو تو اسی کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

۳۔ مباح ہو، یعنی لباس اپنی ملکیت ہو یا مالک سے اجازت لی ہو۔ اگر بغیر خمس و زکواۃ دیئے ہوئے کسی رقم سے کپڑا خریدا گیا ہو یا کسی ایسے شخص کے ترکہ سے جس پر خمس و زکواۃ واجب تھی، کوئی کپڑا خریدا گیا ہے تو اس میں نماز پڑھنے کے لیے اس کا خمس و زکواۃ ادا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ مردار کی کھال نہ ہو۔ مردار سے بچنے کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ مسلمان سے خریدا گیا ہو۔ غیر مسلم سے خریدے ہوئے چمڑے میں نماز صحیح نہیں ہے جب تک

یوں تو نماز کے لیے کوئی جگہ معین نہیں ہے لیکن مسجد کو دیگر مقامات پر فوقیت وفضیلت حاصل ہے چاہے وہاں نماز جماعت ہو یا نہ ہو۔ جماعت میں ہونا مزید ثواب و برکت کا باعث ہے۔ عظمت مسجد یہ ہے کہ مسجد میں ایک نماز عام جگہوں میں ۲۵ نمازوں کے برابر ہے اور جامع مسجد میں عام جگہوں کے مقابلے میں سو نمازوں کے برابر ہے۔

مسجد کے بارے میں ایک روایت یہ ہے کہ مسجد کے پڑوسی کی نماز بغیر مسجد میں پڑھے قبول نہیں ہوسکتی سوا اس کے کہ کوئی مجبوری ہو اور دوسری روایت یہ ہے کہ مسجد روزِ قیامت ان نمازیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے شکایت کرے گی جو نماز پڑھتے تھے مگر مسجد میں نہیں آتے تھے۔

سوالات

۱۔ کیا نجس جگہ نماز پڑھ سکتے ہیں؟

۲۔ ریل گاڑی میں نماز کیسے پڑھی جائے گی؟

۳۔ معصوم کی قبر کے آگے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

۴۔ جامع مسجد میں ایک نماز کا ثواب کیا ہے؟

اذان واقامت

اذان واقامت صرف پنجگانہ نمازوں کے لیے مستحب ہے اور انتہائی تاکید کے ساتھ مستحب ہے۔ باقی نمازوں میں اذان واقامت ناجائز ہے چاہے وہ واجب ہوں یا غیر واجب۔ اذان واقامت میں حسب ذیل امور کا لحاظ ضروری ہے:

نیت: یعنی دونوں کو قربت کی نیت سے انجام دے اس لیے کہ کوئی بھی عبادت بغیر قصد قربت کے صحیح نہیں ہوتی۔

عقل: دیوانے کی اذان واقامت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

بلوغ: نابالغ کی اذان واقامت بے کار ہے جب تک کہ وہ نیک و بد کے سمجھنے کی تمیز نہ رکھتا ہو۔

ذکوریت: عورت کی اذان واقامت مرد کے لیے بیکار ہے البتہ عورت کی اذان و اقامت عورتوں کے لیے صحیح ہے۔

ترتیب: پہلے اذان اس کے بعد اقامت کہنا چاہیے۔

موالات: اذان کے بعد جلدی اقامت اور اقامت کے بعد فوراً نماز پڑھے۔ سلسلہ ٹوٹ جانے سے اذان واقامت بے کار ہو جاتی ہے۔

عربی: اردو زبان میں یا غلط عربی زبان میں اقامت درست نہیں ہے۔

وقت: نماز کے وقت سے پہلے اس کا ادا کرنا غلط ہے البتہ قضا نماز کے لیے اذان

واقامت کسی وقت بھی کہی جاسکتی ہے اس لیے کہ اس کا وقت ہر وقت رہتا ہے۔ اذان کے لیے طہارت قیام اور استقبال قبلہ مستحب ہے لیکن اقامت میں طہارت و قیام ضروری ہے۔ یہ رسم کہ اقامت کہتے کہتے قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہو گئے فرادیٰ نماز میں بالکل نامناسب ہے اس طرح اقامت کا ثواب نہیں مل سکتا۔ اذان واقامت دونوں میں ذکرِ رسولؐ کے بعد ذکرِ امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ہونا چاہیے۔ ولایت امیرالمومنینؑ کا اقرار ہمارے ایمان کا جز ہے۔

اگر کوئی شخص اذان واقامت دونوں بھول جائے اور نماز شروع کردے تو اس کے لیے جائز ہے کہ رکوع میں پہنچنے سے پہلے نماز کو توڑ دے اور اذان واقامت کہہ کر پھر سے نماز شروع کرے لیکن اگر صرف اقامت بھول گیا تو الحمد شروع کرنے کے بعد نماز نہیں توڑ سکتا البتہ اس سے پہلے توڑ سکتا ہے۔ تنہا اذان کے بھول جانے سے نماز نہیں توڑی جاسکتی اسی طرح کسی ایک کے بھی قصداً چھوڑ دینے پر نماز قطع کرنا حرام ہے۔

سوالات

۱۔ کیا نابالغ کی اذان واقامت کافی ہے؟

۲۔ اقامت اور نماز کے درمیان وقت کا فاصلہ کیا ہے؟

۳۔ اگر نمازی اذان واقامت بھول کر نماز شروع کردے تو کیا حکم ہے؟

۴۔ اقامت میں کون سی دو شرطیں ہیں؟

واجباتِ نماز

نماز میں گیارہ چیزیں واجب ہیں اور انہی مجموعوں کا نام نماز ہے۔

نیت، تکبیرۃ الاحرام، قیام، قرائت، ذکر، رکوع، سجود، تشہد، سلام، ترتیب، موالات۔ ان میں سے پانچ واجب رکنی ہیں یعنی ان کے بھول جانے سے بھی نماز باطل ہو جاتی ہے:

۱۔ نیت ۲۔ تکبیرۃ الاحرام ۳۔ قیام ۴۔ رکوع ۵۔ دونوں سجدے

باقی سب غیر رکنی ہیں یعنی ان کو قصداً چھوڑ دینے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ لیکن بھولنے سے باطل نہیں ہوتی بلکہ تدارک کرنا ہوتا ہے۔

نیت: نیت کو ہمیشہ دل میں ہونا چاہیے زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ نماز احتیاط میں تو زبان سے ادا کرنا ہی نہیں چاہیے۔

تکبیرۃ الاحرام: نیت کے بعد اللہ اکبر کہنا رکنِ نماز ہے اور پوری نماز میں یہی تکبیر واجب ہے۔ اس کے علاوہ تمام تکبیریں مستحب ہیں۔

قیام: انسان اپنے امکان بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر بیمار یا کمزور ہے تو جتنی دیر کھڑا رہ سکے کھڑا رہے اس کے بعد بیٹھ جائے لیکن اگر بیٹھنے کے بعد پھر قوت آجائے تو پھر کھڑے ہو جائے اور جو بیٹھ بھی نہ سکے وہ لیٹ جائے۔ داہنی یا بائیں کروٹ اور اگر اتنا کمزور ہے کہ کروٹ لے کر بھی نہیں پڑھ سکتا تو چت لیٹ کر

پڑھے بشرطیکہ قبلہ کی طرف اس کا چہرہ رہے۔ قیام کرنا، تکبیر، الحمد اور سورت ہر موقع پر واجب ہے لیکن تکبیر کے وقت رکن ہے اور اسی طرح رکوع سے پہلے بھی رکن ہے۔ یعنی رکوع میں قیام سے جانا چاہئے یہی قیام متصل بر کوع ہے۔ اس قیام کے رکن ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر انسان حمد و سورۃ کے بعد بھولے سے سجدہ کے لیے جھک گیا اور اسے یاد آیا کہ رکوع نہیں کیا تو اب وہیں سے رکوع میں نہیں جاسکتا ورنہ نماز باطل ہو جائے گی بلکہ اسے چاہیے کہ سیدھا کھڑا ہو اور اس کے بعد رکوع میں جائے۔

قرأت: تکبیر کے بعد پہلی دو رکعتوں میں الحمد اور اس کے بعد کوئی ایک سورت پڑھنا واجب ہے البتہ واجب سجدوں والے سورے نہ پڑھے اور اور نہ اتنا لمبا سورہ پڑھے کہ وقت نکل جائے۔ جماعت کی حالت میں ماموم صرف دونوں سورے نہیں پڑھتا ہے ورنہ باقی نماز ماموم خود ادا کرے گا۔ آخری رکعتوں میں انسان کو اختیار ہے چاہے حمد پڑھے یا ایک مرتبہ تسبیحات اربعہ یعنی سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے۔ البتہ تین مرتبہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

رکوع: نماز کا ایک اہم رکن ہے۔ اگر اتفاقاً کبھی رہ جائے یا ایک کی جگہ دو ہو جائے تو نماز باطل ہے۔ رکوع میں اتنا جھکنا چاہیے کہ ہتھیلی گھٹنے تک پہنچ سکے۔ گھٹنے پر ہتھیلی کا رکھنا واجب نہیں ہے۔ رکوع میں ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم وبحمدہ یا تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔ اس کے بعد ان کلمات کو دہرانا افضل و مستحب ہے۔ رکوع ختم کرنے کے بعد سیدھا کھڑا ہو کر سجدہ میں جائے اس لیے کہ یہ قیام بھی واجب ہے کھڑے ہونے کے بعد سمع اللہ لمن حمدہ، اللہ اکبر کہنا

مستحب ہے لیکن یہ ذکر اٹھتے ہوئے نہیں پڑھا جاسکتا سیدھا کھڑا ہو جائے اور سکون کی حالت میں یہ جملہ ادا کرے۔

سجدہ: یہ نماز کا ایک رکن ہے لیکن دونوں ملا کر جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر رکوع کے بعد دو سجدے کرنا ضروری ہے۔ دو کے چار ہو جائیں یا اتفاق سے کسی رکعت میں ایک بھی نہ ہو سکے یا ایک ہو جائے دوسرا نہ ہو سکے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ سجدہ میں سات اعضاء کا زمین پر ٹکنا بہت ضروری ہے۔ پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پیر کے انگوٹھے۔ سجدہ کا ذکر: سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ یا تین مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ سجدہ مٹی پر ہوگا یا جو چیزیں زمین سے اُگی ہوں ان پر ہوگا بشرطیکہ وہ کھانے اور پہننے کے کام نہ آتی ہوں۔ خاک کربلا پر سجدہ کرنا زیادہ ثواب ہے اس لیے کہ یہ خاک اسلامی قربانیوں کی یاد دلانے والی اور مسلمانوں میں جوش عقیدت ابھارنے والی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ سجدہ کا جواز اسی خاکِ پاک میں منحصر نہیں بلکہ ہر پاک مٹی، لکڑی اور پتے پر اپنے شرائط کے ساتھ سجدہ کیا جاسکتا ہے۔

تشہد: دوسری رکعت اور آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد تشہد واجب ہے جس کی صورت یہ ہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اگر کوئی شخص تشہد بھول کر کھڑا ہو جائے تو فوراً بیٹھ کر تشہد پڑھے اور نماز کے بعد دو سجدہ سہو کرے۔

سلام: نماز کے خاتمے پر ایک سلام واجب ہے جس کے دو جملے ہیں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' اس کے علاوہ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ' بہر حال مستحب ہے جو پہلے پڑھا جائے گا۔

ترتیب: نماز کو اپنی صحیح ترتیب کے ساتھ پڑھنا چاہیے مثلاً نیت کر کے تکبیر کہے پھر سورۂ حمد پڑھے پھر دوسرا سورہ پڑھے پھر رکوع میں جائے۔ رکوع سے اٹھ کر پھر سجدہ میں جائے۔ ایک سجدہ سے اٹھ کر دوسرا سجدہ کرے۔ پھر اسی طرح دوسری رکعت پڑھے۔ اگر دو ہی رکعت پڑھنا ہے تو سجدہ کے بعد تشہد و سلام پڑھ کر ختم کر دے ورنہ باقی نماز اسی ترتیب سے ادا کرے۔ البتہ تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ حمد کے بجائے تسبیحات اربعہ یعنی "سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" پڑھا جائے گا۔

موالات: نماز کے تمام افعال کو پے در پے (یعنی ایک کے بعد ایک) انجام دینا چاہیے۔ درمیان میں اتنا فاصلہ یا ایسی خاموشی نہ ہو جائے کہ صورت نماز ہی ختم ہو جائے۔

قنوت: یہ دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے مستحب ہے اس میں ایک درود کا پڑھنا بھی کافی ہے۔

سوالات

۱۔ گھر کی نماز اور مسجد کی نمازوں میں کیا فرق ہے؟

۲۔ عام مسجدوں اور جامع مسجد کی نمازوں میں کیا فرق ہے؟

۳۔ اذان اور اقامت میں جن باتوں کا لحاظ ضروری ہے وہ کتنی ہیں؟

۴۔ واجبات نماز کتنے ہیں؟

۵۔ واجب رکنی اور واجب غیر رکنی میں کیا فرق ہے؟

مبطلات نماز

نو چیزیں ایسی ہیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اس کا دوبارہ ادا کرنا ضروری ہوتا ہے:

۱۔ کسی ایسے حدث کا صادر ہو جانا جس سے وضو باطل ہو جاتا ہے یا غسل واجب ہو جاتا ہے اس لیے کہ ان چیزوں سے طہارت ختم ہو جاتی ہے اور طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

۲۔ پورے بدن کے ساتھ قبلہ سے منحرف ہو جانا یا تنہا چہرہ کا اس قدر مڑ جانا جس سے پس پشت تک کی چیزیں دیکھ سکے۔ رہ گیا داہنے بائیں تھوڑا سا انحراف والتفات تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔

۳۔ حالت نماز میں ایسے کام انجام دینا جو ناجائز ہیں یا جن کے کرنے سے نماز کی صورت باقی نہیں رہتی۔ جیسے اچھلنا، کودنا، سینا پرونا وغیرہ لیکن صرف ہاتھوں کو حرکت دینا، کسی ضرورت سے جھکنا، دو ایک قدم آگے پیچھے، داہنے بائیں ہٹ جانا، خطرہ میں سانپ، بچھو کا قتل کر دینا، بچہ کو گود میں اٹھا لینا یا اس قسم کے دوسرے معمولی افعال سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ حرکت کی حالت میں خاموش رہے کوئی ذکر وغیرہ نہ کرے اور قبلہ کا خاص خیال رکھے بلا ضرورت یہ باتیں کسی طرح مناسب نہیں ہیں۔

۴۔ نماز کی حالت میں علاوہ ذکر و دعا کے کسی بھی لفظ کا عمداً استعمال کرنا نماز کو باطل کر سکتا ہے۔ دعا وغیرہ میں بھی خطاب پروردگار عالم سے ہونا چاہئے کسی آدمی سے خطاب کر کے دوران نماز اسے دعا دینا ناجائز ہے۔ نماز پڑھنے والے کو سلام کرنے کی ابتداء نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر اسے کوئی سلام کرے تو

فوراً السلام علیکم کہہ کر جواب دینا چاہیے۔ علیکم السلام کہنا ضروری نہیں ہے۔ اگر پوری جماعت کو سلام کیا جائے تو ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے لیکن اگر سب جواب کو ٹال جائیں گے تو گناہ میں بھی سب شریک رہیں گے۔

ہندوستان و پاکستان کے رسمی سلام "آداب عرض یا تسلیمات" وغیرہ فقروں کا جواب واجب نہیں بلکہ حالت نماز میں ان الفاظ کا ادا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

۵۔ نماز میں آواز کے ساتھ یا اتنی شدت سے ہنسنا کہ سارا چہرہ سرخ ہو جائے خواہ آواز بھی نہ نکلے نماز کو باطل کر دیتا ہے البتہ معمولی تبسم اور مسکراہٹ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہنسی سے جب چہرہ سرخ ہو جائے تو احتیاط یہ ہے کہ اس نماز کو تمام کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

۶۔ گریہ و بکا: حالت نماز میں دنیاوی کاموں کے لیے رونا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر دفعتاً خود بخود رونا آ گیا اور انسان اس پر قابو نہ پاسکا جب بھی نماز باطل ہو جائے گی البتہ حضرت سید الشہداؑ پر گریہ کرنا خدا کی خوشنودی کے لیے جائز ہے۔

۷۔ کھانا پینا: نماز کی حالت میں کھانا پینا ناجائز ہے بلکہ مبطل نماز ہے۔ ہاں اگر منہ میں شکر وغیرہ کے کچھ ریزے وغیرہ رہ گئے ہیں اور وہ پگھل کر اندر چلے جائیں تو اس سے کوئی اثر نماز پر نہیں پڑتا۔ اگر کوئی شخص درمیان نماز میں بھولے سے کھانے پینے میں مشغول ہو گیا تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔ بشرطیکہ نماز کی جائے نماز پر معلوم ہوتا ہو۔ دسترخوان پر نہیں اس حکم سے صرف وہ شخص آزاد ہے جو نماز وتر پڑھ رہا ہو اور صبح کے وقت اسے روزہ رکھنا ہے ایسے آدمی کو یہ اختیار ہے کہ وہ پانی پی لے مگر کھانا وہ بھی نہیں کھا سکتا۔ پانی پینے میں بھی قبلہ کا لحاظ انتہائی ضروری ہے۔

۸۔ تکفیر: نماز میں ہاتھ باندھنا شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔

۹۔ سورہ حمد کے خاتمہ پر عام مسلمانوں کی طرح آمین کہنا فقہ آل محمدؐ کی رو سے ناجائز ہے بلکہ مبطل نماز ہے۔ اتفاقی طور سے زبان سے نکل جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ وہ مقامات ہیں جہاں نماز خود بخود باطل ہو جاتی ہے اس کے علاوہ کسی موقع پر بھی بلا ضرورت نماز کا قطع کرنا جائز نہیں ہے البتہ ضرورت کے وقت ایسا ہو سکتا ہے۔ چاہے وہ ضرورت دنیاوی ہو یا دینی بلکہ بعض حالات میں اگر جان و مال و آبرو کا خطرہ ہے تو نماز کا توڑ دینا واجب ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ نماز توڑتے وقت ایک سلام پڑھے۔

تنبیہ: نماز یومیہ میں صبح، مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعات بآواز بلند پڑھی جائیں گی۔ ظہر و عصر مکمل اور مغربین کی آخری رکعات آہستہ پڑھی جائیں گی لیکن یہ خیال رہے کہ یہ بات صرف حمد و سورہ کے بارے میں ہے۔ اس کے علاوہ پوری نماز کے بارے میں انسان کو اختیار ہے کہ چاہے آہستہ پڑھے یا بآواز بلند۔ البتہ حمد و سورۃ اور دیگر اذکار و دعا کے پڑھنے میں عربی قواعد کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

سوالات

۱۔ مبطلات نماز کون کون سی ہیں؟

۲۔ حالت نماز میں سانپ، بچھو کا مارنا کیسا ہے، نماز صحیح رہے گی یا باطل ہو جائے گی؟

۳۔ نماز کے دوران سلام کا جواب کیسے دیا جائے؟

۴۔ نماز میں پانی پینا کس صورت میں جائز ہے؟

۵۔ جہری اور اخفاتی نمازیں کون کون سی ہیں؟

آدابِ ذکر و قرأت

۱۔ نیت کے موقع پر بعض حضرات قُربَۃً اِلاَّ اللہ کہہ دیتے ہیں حالانکہ یہ لفظ اِلَی اللہ ہے۔

۲۔ صلوات میں بعض اوقات اَللّٰھُمَّ سَلِّ سین سے کہہ دیتے ہیں حالانکہ یہ رسول اکرمؐ کے لیے بددعا ہے۔ اصل لفظ صَلِّ صاد سے ادا ہوتا ہے۔

۳۔ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ میں اَنْ کا نون گرا کر الف کو بعد کے لام سے ملا کر اَلَّا اِلٰہ پڑھنا چاہیے۔

۴۔ صلوات میں محمدؐ و آلِ محمدؐ میں واو پر تشدید دے کر دال کو واو سے ملا کر پڑھنا چاہیے۔

۵۔ کُفُوًا اَحَد میں کفوا کو کُفُوًا۔ کُفُوًا واو کے ساتھ اور کُفْوًا ...... کُفُؤًا ہمزہ کے ساتھ چار طرح سے پڑھ سکتے ہیں۔ تیسرا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔

۶۔ حیّ علی الصلوٰۃ اور قد قامت الصلوٰۃ میں "ۃ" کو "ہ" پڑھنا چاہیے اس لیے کہ وقف اور ٹھہراؤ میں گول ۃ، "ہ" سے بدل جاتی ہے۔

۷۔ تشہد میں اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ میں عبدہ کے دال پر پیش ہونا چاہیے۔ زبر غلط ہے۔

۸۔ سورۃ الحمد میں مستقیم پر ٹھہر بھی سکتے ہیں۔ اور مستقیم پڑھ کر بعد سے ملا بھی سکتے ہیں۔

۹۔ انا انزلنا میں من کل امرٍ سلام پر ٹھہرنا بھی جائز ہے اور من کل امرٍ پر ٹھہر کر "سلام" کو بعد سے ملانا بھی صحیح ہے۔

۱۰۔ نماز کی حالت میں جتنے بھی ذکر واجب یا مستحب ہیں سب کو سکون و اطمینان کی حالت میں ادا کرنا چاہیے۔ حرکت و اضطراب میں سوائے بِحَوْلِ اللہِ وَ قُوَّتِہٖ اَقُوْمُ وَ اَقْعُدُ کے کسی ذکر کا ادا کرنا مناسب نہیں ہے۔

نمازِ قضاء

اگر انسان سے اپنی نماز ترک ہوگئی ہے یا بڑے بیٹے پر باپ کی نمازِ قضاء واجب ہوگئی ہے تو اس کا فریضہ ہے کہ ان سب کی قضاء ادا کرے۔ ہر نماز کی قضا تمام احکام میں بالکل ادا جیسی ہے اگر سفر کی قضاء ہے تو گھر میں بھی قصر ہی ادا کی جائے گی اور اسی طرح اگر گھر پر قضا کی ہے تو اگر اسے سفر میں ادا کریں تب بھی پوری پڑھنی ہوگی۔ اگر جہری ہے تو جہری رہے گی، اخفاتی ہے تو اخفاتی رہے گی۔ فرادیٰ بھی ہوسکتی ہے جماعت سے بھی ہوسکتی ہے۔ ترتیب کا لحاظ ضروری ہوگا مثلاً پہلے ظہر کی پھر عصر کی۔ پہلے مغرب کی پھر عشاء کی البتہ یہ ممکن ہے کہ صبح کی قضاء نماز ظہرین کی ادا کے بعد پڑھے یا ظہرین کی قضاء نماز مغربین کی ادا کے بعد پڑھے۔

قضاء کا کوئی وقت معین نہیں ہے ہر نماز کی قضاء ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے۔

مرحوم والدین کی نماز اگر اولاد خود ادا کرنے پر قادر نہیں ہے تو اجرت دے کر پڑھوائے۔ اجرت پر پڑھنے والا مرنے والے کی طرف سے نیت کرے ویسی ہی نماز پڑھے جیسی نماز مرنے والے کی قضاء ہوئی ہے لیکن جہر و اخفات میں اپنا لحاظ کرے گا۔ یعنی اگر مرد عورت کی طرف سے پڑھ رہا ہے تب بھی جس نماز میں مرد بلند آواز سے سورۃ پڑھتا ہے اس میں بلند آواز سے ہی پڑھے گا۔ بڑے بیٹے کے علاوہ قضاء والدین کسی دوسرے پر واجب نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بڑے بیٹے

کی نالائقی یا اس کے موجود ہونے کی صورت میں دیگر اولاد و اعزاء کو از راہِ ہمدردی اس فریضہ کو ادا کر دینا چاہیے۔

عورت پر زمانہ حیض و نفاس میں چھوٹ جانے والی نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے البتہ اس زمانے کے روزے کی قضاء ضروری ہے۔

مُردے کی طرف سے اگر کوئی شخص از خود نماز ادا کرے تو وارث کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بیمار آدمی قضائے عمری کو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا بلکہ صحت کا انتظار کرے گا ہاں اگر صحت سے مایوس ہو گیا ہے تو بیٹھ کر ہی ادا کرے۔

عام طور پر جمعۃ الوداع کے دن چار رکعات نماز کو اور شب قدر کی سو رکعت نماز کو زندگی بھر کا کفارہ مشہور کر دیا گیا ہے۔ اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے کیوں کہ قضا کا ادا کرنا بہر حال ضروری ہے۔

سوالات

۱۔ باپ کی قضاء نماز کس بیٹے پر واجب ہے؟
۲۔ اُجرت پر نماز پڑھنے والے کا کیا حکم ہے؟
۳۔ کیا قضاء نماز کی ادائیگی کے لیے کوئی وقت معین ہے؟
۴۔ عورت پر زمانہ حیض و نفاس کے نماز و روزوں کا کیا حکم ہے؟

ستائیسواں سبق

شکیات نماز

شک

نماز میں شک پیدا ہونے کی دو صورتیں ہیں کبھی شک کا تعلق نماز کے افعال سے ہوتا ہے اور کبھی نماز کی رکعتوں سے افعال میں شک کا مطلب یہ ہے کہ دورانِ نماز تکبیر کہنے حمد یا سورت پڑھنے رکوع یا سجدہ کرنے وغیرہ میں شک ہو جائے تو ایسی صورت کا حکم یہ ہے کہ اگر بعد والے عمل کے شروع کرنے کے بعد کسی پہلے والے فعل میں شک ہوا ہے تو اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی جائے بلکہ نماز کو صحیح قرار دیا جائے گا۔ مثلاً کسی شخص کو قل ھو اللہ احد پڑھتے وقت سورۂ حمد کے پڑھنے میں شک ہو گیا تو وہ بجائے پلٹنے کے آگے پڑھتا رہے اور انشاء اللہ نماز صحیح رہے گی۔

رکعات میں شک کا مطلب یہ ہے کہ رکعتوں کی صحیح تعداد یاد نہ رہے اس میں شک کی بظاہر بہت سی صورتیں ہیں لیکن صرف ۹ صورتوں میں نماز صحیح ہو سکتی ہے۔ باقی تمام صورتوں میں باطل ہو گی۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ شک پیدا ہوتے ہی دماغ پر زور دے کر صحیح بات یاد کرنے کی کوشش کرے۔ اب اگر کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو شریعت کے بتائے ہوئے قوانین کا سہارا لے۔ ان قوانین کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ دوسرے سجدہ کے بعد یہ شک ہو کہ یہ سجدہ دوسری رکعت کا تھا یا تیسری رکعت کا ایسی صورت میں تیسری سمجھ کر اسی حساب سے نماز ختم کرے اور ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اس لیے کہ اگر واقعی دوسری رکعت تھی تو ایک ہی رکعت کی کمی ہوئی تھی۔

۲۔ تیسری اور چوتھی رکعت کے بارے میں کسی حالت میں شک ہو ایسے میں

چوتھی قرار دے کر نماز تمام کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے۔

۴۔ دوسرے سجدے کے بعد شک کرے کہ یہ رکعت دوسری تھی یا تیسری یا چوتھی ایسے میں چوتھی سمجھے اور پہلے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھے پھر دو رکعت بیٹھ کر پڑھے۔

۵۔ دوسرے سجدہ کے بعد شک ہو کہ یہ رکعت چوتھی تھی یا پانچویں ایسے میں نماز وہیں پر تمام کر دے اور دو سجدہ سہو کرے۔

۶۔ حالتِ قیام میں شک ہو کہ یہ چوتھی ہے یا پانچویں ایسے میں فوراً بیٹھ کر نماز تمام کر دے اور ایک رکعت نماز احتیاطؒ پڑھے۔

۷۔ حالتِ قیام میں شک ہو کہ یہ تیسری ہے یا چوتھی یا پانچویں ایسے میں بیٹھ کر نماز تمام کر دے اور دو رکعت کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر نماز احتیاط پڑھے۔

۹۔ حالتِ قیام میں شک ہو کہ یہ پانچویں رکعت ہے یا چھٹی ایسے میں بیٹھ کر نماز تمام کر دے اور دو سجدہ سہو کرے۔

شک کے بارے میں یہ بات ضرور پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ یہ سارے احکام صرف اسی نماز کے لیے ہیں جس میں چار رکعتیں ہوتی ہیں۔ سہ رکعتی نماز یعنی مغرب اور دو رکعتی نماز یعنی صبح اور حالتِ سفر کی ظہر و عصر و عشاء کا حکم یہ ہے کہ شک پیدا ہوتے ہی کسی مقدار میں غور کرے اگر کوئی بات یاد آ جائے تو اس پر عمل کرے ورنہ نماز کو اسی جگہ سے توڑ دے اور دوبارہ شروع کرے۔

بھول

نماز میں غلطیوں کی دو صورتیں ہوتی ہیں بھول اور شک۔ بھول جانے کی صورت میں یہ ہے کہ انسان حالتِ نماز میں کسی واجب کے ادا کرنے سے غافل ہو جائے۔ ایسی صورت میں اگر بھولی ہوئی بات اگلے رکن میں داخل ہونے سے پہلے یاد آ جائے تو فوراً پلٹ کر اسے بجا لائے اور اگر اگلے رکن میں داخل ہونے کے بعد

یاد آئے جیسے رکوع میں پہنچ کر سورۂ حمد یا دوسرے سورۃ کا بھول جانا یاد آیا تو ایسی حالت میں جس چیز کو بھولا ہے اگر وہ خود رکن نہیں ہے تو نماز کو آگے بڑھا دے اور بعد میں ہر بھولی ہوئی بات کے لیے دو سجدۂ سہو کرے اور اگر بھولی ہوئی بات خود رکن تھی تو نماز باطل ہو گئی پھر سے پڑھے اگر پلٹ کر واجب کو ادا کرنے میں زیادتی ہو گئی تو اس زیادتی کے لیے بھی سجدۂ سہو کرے گا مثلاً کھڑے ہو جانے کے بعد یاد آ جائے کہ تشہد نہیں پڑھا ہے تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کے بعد سجدۂ سہو کرے اس لیے کہ کھڑا ہو کر پھر بیٹھنا پڑا اور تشہد کے بعد پھر کھڑا ہونا پڑا اس زیادتی کے لیے سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

سجدۂ سہو چھ اسباب سے واجب ہوگا

۱۔ بھولے سے درمیانِ نماز میں کلام کر لینا اس سے نماز باطل نہ ہوگی بلکہ سجدۂ سہو کرے گا۔

۲۔ بے محل سلام پڑھ دینا۔

۳۔ چوتھی اور پانچویں رکعت میں شک اور سوچنے کے باوجود یاد نہ آنا۔

۴۔ ایک سجدہ کا بھول جانا لیکن دونوں کو بھولنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اس لیے کہ وہ رکن ہے۔

۵۔ بے محل کھڑا ہو جانا جیسے کہ دوسری رکعت میں بجائے تشہد کے قیام کرنا ایسے میں بیٹھ کر تشہد پڑھے گا اور نماز کے بعد سجدۂ سہو کرے گا۔

۶۔ تشہد کا فراموش کر دینا اور بعد والی رکعت کے رکوع میں جا کر یاد آنا۔

نوٹ: بہتر یہ ہے کہ نماز میں جو بھی بھول چوک ہو جائے اس کے بدلے سجدۂ سہو کر لے۔

سجدۂ سہو کی ترکیب

نماز کے ختم ہوتے ہی قبلہ سے منحرف ہوئے بغیر فوراً دل میں نیت کرے کہ دو سجدۂ سہو فلاں غلطی کی بنا پر کرتا ہوں واجب قربۃً الی اللہ اور یہ قصد کر کے فوراً

سجدہ میں جائے اور پھر یہ ذکر کرے بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ پھر سر اٹھا کر دوبارہ سجدہ کرے اور یہی ذکر پڑھے پھر سر اٹھا کر تشہد و سلام پڑھ کر تمام کرے۔

اگر نماز میں ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو خاتمہ نماز پر پہلے اس سجدے یا تشہد کی قضاء کرے اس کے بعد سجدۂ سہو کرے۔

نمازِ احتیاط

اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ اصل نماز کے ختم کرنے کے بعد فوراً ہی بلا فاصلہ کھڑا ہو جائے اور نیت کرے کہ نماز احتیاط ایک رکعت یا دو رکعت پڑھتا ہوں واجب قربۃً الی اللہ۔ اس نیت کا زبان سے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ نیت اور تکبیرۃ الاحرام کے بعد فقط سورۂ حمد اور وہ بھی آہستہ پڑھ کر رکوع اور سجدہ کرے اور تشہد و سلام کے بعد نماز مکمل کرے اور دو رکعت نماز احتیاط پڑھنی ہو تو پہلی رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر دوسری رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح سورۂ حمد پڑھے اور سجدوں کے بعد تشہد و سلام ادا کر کے نماز ختم کر دے۔ نماز احتیاط میں الحمد کے علاوہ سورہ یا قنوت نہیں پڑھا جاتا اور سورۃ الحمد سے قبل بسم اللہ بھی آہستہ پڑھی جاتی ہے۔

سوالات

۱۔ اگر نماز میں کسی واجب کو ادا کرنا بھول جائے تو کیا کرے؟
۲۔ سجدہ سہو کہاں کہاں واجب ہوتا ہے؟
۳۔ سجدہ سہو اور نمازِ احتیاط کی ترکیب بتاؤ؟
۴۔ شک کی کتنی صورتوں میں نماز صحیح رہے گی؟
۵۔ نمازِ احتیاط یا سجدہ سہو چھوڑ کر کیا نماز دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے؟

نمازِ جماعت

نمازِ جماعت مسلمانوں کے اتحاد و مساوات کا بہترین نمونہ ہے شریعت نے اس کی بے حد تاکید کی ہے نماز جماعت صرف واجب نمازوں کے لیے ہے سنتی نمازوں میں علاوہ عیدین کے جماعت نہیں ہو سکتی ہے۔ جماعت ہر واجب نماز میں مستحب ہے لیکن جمعہ اور ظہورِ امام کے زمانہ کی عیدین میں واجب ہے۔ ہر جماعت دو آدمیوں سے ہو جاتی ہے ایک امام اور ایک ماموم لیکن نمازِ جمعہ کی جماعت کے لیے کم سے کم پانچ آدمیوں کی شرط ہے یعنی ایک امام اور چار ماموم۔ (سات آدمیوں کا ہونا بہتر ہے)

نمازِ پنجگانہ کی جماعت میں انسان کو اختیار ہے جس نماز کو چاہے دوسری نماز والے پیش نماز کے پیچھے پڑھ سکتا ہے مثلاً صبح کی نماز کی قضاء ظہر کی ادا کے ساتھ یا ظہر کی قضاء مغربین کی ادا کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ نمازِ عیدین، نمازِ آیات یا نمازِ میت پڑھنے والے کے ساتھ نمازِ یومیہ نہیں پڑھی جا سکتی۔

اس مقام پر چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ جماعت ہمیشہ امام کے ساتھ پڑھی جائے گی کسی ماموم کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے۔
۲۔ امام کو صرف نیت کے ذریعے معین کرے نام و نسب، رشتہ و قرابت داری معلوم کرنے یا انگلی سے اشارہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
۳۔ درمیان نماز میں ایک امام سے دوسرے امام کی طرف نیت نہیں بدل سکتے لیکن اگر پہلا مر جائے یا بے ہوش ہو جائے تو فوراً دوسرے امام کی نیت دل ہی دل میں کر لے بشرطیکہ دوسرا موجود ہو ورنہ پھر فرادیٰ نماز قائم کرے۔
۴۔ جماعت میں صرف مجبوری کی صورت میں درمیان سے فرادیٰ کی نیت کر سکتے ہیں اب اگر اثناء قرأت میں کیا ہے تو باقی سورۃ خود پڑھ کر نماز تمام کرنا چاہیے۔

۵۔ نمازِ جماعت میں یوں تو ہر جگہ سے شریک ہو سکتے ہیں لیکن رکعت اُسی وقت شمار ہوگی جب رکوع میں ضرور شریک ہو جائے امام جماعت کے ساتھ اپنی پہلی یا تیسری رکعت میں قنوت و تشہد پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

۶۔ اگر رکوع تک پہنچ جانے کے خیال سے جماعت میں شامل ہوا اور رکوع میں پہنچ کر معلوم ہوا کہ امام نے سر اٹھالیا ہے تو نماز باطل ہو جائے گی اور پھر سے شروع کی جائے گی لیکن اگر رکوع تک نہیں پہنچا ہے تو فرادیٰ پڑھ سکتا ہے۔

شرائط جماعت

امام اور ماموم کے درمیان کوئی ایسی چیز حائل نہ ہو جس سے اتصال ختم ہو جائے اس لیے کہ ماموم کا امام تک براہِ راست یا دیگر مامومین کے ذریعے اتصال اجتہائی ضروری ہے اتصال خواہ سامنے سے ہو یا دائیں بائیں سے۔ دیوار کے پیچھے کھڑے ہونے والے کا سلسلہ اگر داہنے سے امام تک پہنچ جائے تو ان کی نماز صحیح ہے ورنہ بیکار ہے۔ اگر ماموم مرد کے علاوہ عورت بھی ہو تو مرد و عورت کے درمیان پردہ ہو سکتا ہے اور اس سے نماز پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ حائل اگر درمیان نماز میں پیدا ہو جائے جس کی وجہ سے امام تک پہنچنے کا سلسلہ ٹوٹ جائے جیسے ایک سے زیادہ لوگ فرادیٰ کی نیت کر لیں اور اس کا سلسلہ کسی اور طرف سے قائم نہ ہو سکے جیسا کہ پہلی صف میں ہوتا ہے تو ایسی حالت میں فرادیٰ کی نیت کر لینا چاہیے اور جماعت سے الگ ہو کر نماز قیام کرنا چاہیے البتہ اگر فرادیٰ ہونے والے لوگ دوسری رکعت سے پھر شریک ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۔ امام کی جگہ ماموم سے بلند نہ ہونی چاہیے۔ ماموم امام سے بلند ہو سکتا ہے خواہ کتنی ہی مقدار میں کیوں نہ بلند ہو بشرطیکہ نمازِ جماعت کی شکل باقی رہے مگر امام کی جگہ ایک بالشت سے کم بلند ہے یا جگہ ڈھلوان قسم کی ہے تو امام کی بلندی

میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن یہ خیال رہے کہ ڈھلوان بھی زیادہ نہ ہو۔

۲۔ امام اور ماموم کی جگہ میں ایک قدم سے زیادہ فاصلہ نہ ہو بلکہ یہی بات حتی الامکان آپس کی صفوں میں بھی ہونی چاہیے۔ ماموم کو امام سے مقدم نہ ہونا چاہیے بلکہ حتی الامکان برابر بھی نہ ہو۔

شرائط پیش نماز

امام جماعت میں ایمان و عقل اور صحیح النسل ہونے کے علاوہ حسب ذیل شرائط [illegible]

۱۔ مردوں کے لیے امام مرد ہو۔ عورت صرف عورتوں کی جماعت کو نماز پڑھا سکتی ہے۔

۲۔ امام عادل ہو اور اس کی عدالت کسی نہ کسی طرح معلوم ہو۔ نامعلوم شخص کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے البتہ اگر مامومین کے ذریعے اطمینان ہو جائے تو نماز صحیح ہو جائے گی۔

۳۔ قرأت (لہجہ، زیر، زبر) ٹھیک ہوں ہاں اگر ماموم بھی امام ہی کی طرح کسی لفظ میں اٹک جاتا ہے تو دونوں کی آپس میں جماعت ہو سکتی ہے جہاں امام ٹھیک سے ادا نہ کر سکے وہاں سے فرادیٰ ہو کر خود پڑھے۔

پیش نماز کا علم میں ماموم سے بہتر ہونا یا اس کے برابر ہونا ضروری ہے

۴۔ تیمم والا باوضو کو، جبیرہ والا صحیح وسالم کو مجبوراً نجس لباس میں نماز پڑھنے والا پاک کپڑے والے کو نماز پڑھا سکتا ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے والا کھڑے ہو کر پڑھنے والے کو یا لیٹنے والا بیٹھنے والے کو نہ پڑھائے۔ اگر نماز کے بعد معلوم ہو کہ امام باقاعدہ امام نہ تھا تو نماز پر کوئی اثر نہ پڑے گا لیکن اگر جماعت کے بھروسے پر ایسی کمی ہو گئی جو صرف جماعت میں روا ہے تو نماز کو پھر سے پڑھنا چاہیے۔

احکام جماعت

امام جماعت اپنے مامومین کی طرف سے صرف حمد و سورہ کا ذمہ دار ہے اور وہ بھی اگر ماموم پہلی یا دوسری رکعت میں شریک ہو جائے ورنہ باقی اذکار کے ساتھ اسے

خود ہی حمد و سورہ بھی پڑھنا ہوگا۔ اخفاتی نماز یعنی ظہر و عصر کی پہلی اور دوسری رکعت میں ماموم کے لیے قرأت ناجائز ہے جہری نماز میں بھی اگر کسی طرح آواز پہنچتی ہے تو قرأت ناجائز ہے ہاں اگر آواز نہ پہنچ پائے تو ماموم خود بھی حمد و سورۃ پڑھ سکتا ہے۔

دوسری رکعت میں شریک ہونے والے کو امام کی تیسری رکعت میں قرأت خود ہی کرنا پڑے گی۔ اسی طرح تیسری رکعت میں شریک کرنے والے کو امام کی چوتھی رکعت میں بلکہ تیسری میں بھی اگر حالت قیام سے شریک ہوگیا ہے تو قرأت خود ہی کرنا ہوگی۔ اس لیے بہتر ہے کہ رکوع سے شرکت کرے۔

ماموم کو قرآئت آہستہ آہستہ کرنا چاہیے چاہے نماز جہری یعنی مغرب و عشاء و صبح ہی کی کیوں نہ ہو جب کہ وہ آخری رکعتوں میں شریک ہوا ہے بلکہ اگر اس تک امام کی آواز پہلی دو رکعتوں میں نہیں پہنچتی ہے تو بھی جب قرأت کرے تو آہستہ کرے۔

نماز کے افعال میں امام کی پیروی واجب ہے لیکن اقوال میں ماموم کو اختیار ہے مگر تکبیرۃ الاحرام اور سلام امام کے بعد ہی پڑھنا ہوگا۔

ایک نماز کو بلا وجہ دو مرتبہ نہیں پڑھ سکتے ہاں یہ ممکن ہے کہ فرادیٰ پڑھ کر پھر اسے جماعت سے پڑھے لیکن دوبارہ نماز میں صرف قربت کی نیت کرنا چاہیے۔

اگر ماموم ایک ہی ہے تو امام کے داہنے طرف کھڑا ہو لیکن اگر ماموم عورت ہے تو پیچھے ہی کھڑی ہوگی۔

سوالات

۱۔ جماعت کن نمازوں میں واجب ہے؟
۲۔ کیا نماز جماعت کے ساتھ نماز یومیہ پڑھی جاسکتی ہے؟
۳۔ درمیان میں جماعت کی نیت بدل سکتی ہے یا نہیں؟
۴۔ نماز جماعت کے احکام بیان کرو؟

نمازِ قصر

(یعنی مسافر کی نماز کے احکام)

سفر کی حالت میں چار رکعتی نماز قصر ہو جاتی ہے یعنی صرف دو رکعت رہ جاتی ہے۔ صبح اور مغرب کی نماز میں قصر جائز نہیں ہے۔ نماز کے قصر ہو جانے کی چند شرطیں یہ ہیں:

۱۔ شروع سے ۴۳ میل شرعی یعنی ۲۷ میل دو فرلانگ چالیس گز تک جانے کا ارادہ ہو یا آمد و رفت ملا کر اتنی مسافت پوری ہو جاتی ہو۔ مسافت کا حساب آبادی کے آخری مکان سے ہوگا اور اگر آدمی کا ارادہ اس سے کم ہو تو وہ قصر نہیں کرسکتا۔ چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے اس سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ قصر کے لیے اختیاری سفر کی ضرورت نہیں بلکہ اگر کسی مجبور یا قیدی کو یہ معلوم ہو جائے کہ مجھے اتنی مسافت تک زبردستی لے جایا جائے گا تو اسے بھی قصر کرنا ہوگا۔

۲۔ سفر کو جائز ہونا چاہیے حرام سفر میں قصر نہیں ہوسکتا خواہ سفر خود حرام ہو۔ جیسے غلام کا اپنے آقا سے فرار کر جانا یا مجاہد کا میدانِ جنگ سے بھاگ جانا یا سفر کی غرض و غایت حرام ہو جیسے قتل و غارت، چوری ڈاکہ، زنا و شراب خوری، جھوٹی گواہی یا سینما کے لیے سفر کرنا ان تمام صورتوں میں نماز و روزہ قصر نہیں ہوسکتا۔

۳۔ سفر انسان کا پیشہ نہ ہو۔ وہ لوگ جن کا کاروبار ہی سفر ہے جیسے ڈرائیور، ملاح، پائلٹ، کنڈیکٹر وغیرہ ان کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے سفر میں قصر نہ کریں۔ بشرطیکہ اس سفر کا تعلق پیشہ سے ہو لیکن اگر یہی لوگ اپنے کاروبار سے الگ پرائیوٹ کام کے لیے سفر کریں گے تو قصر کریں گے۔ جیسے ان لوگوں کا زیارت کے لیے سفر کرنا۔

۴۔ انسان خانہ بدوش نہ ہو۔ خانہ بدوش آدمی جب تک اپنی زندگی کے لیے سفر کرتا

رہے نماز پوری پڑھے گا لیکن جب اپنی زندگی کے علاوہ کسی اور کام کے لیے سفر کرے گا تو وہ بھی نماز قصر کرے گا۔

۵۔ مسافر اس جگہ سے آگے نکل جائے جہاں تک شہر کا آخری گھر دکھائی دیتا ہے یا آخری مکان میں ہونے والی اذان کی آواز سنائی دیتی ہے کیوں کہ اس سے پہلے قصر کرنا ناجائز ہے۔ وہ لوگ جو ماہِ رمضان میں صبح سے ہی روزہ توڑ دیتے ہیں اور اس کے بعد گھر سے نکلتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں انھیں اس روزہ کا کفارہ دینا پڑے گا۔ روزہ مذکورہ بالا حدود سے نکلنے کے بعد ہی ٹوٹ سکتا ہے۔ اگر آبادی کافی بلندی پر ہے تو اس کا حساب نہیں ہوگا بلکہ عام بستیوں کے اعتبار سے قصر و اتمام کا معاملہ طے کیا جائے گا۔

۶۔ درمیان سفر میں ایسی جگہ نہ پہنچے جو اس کا وطن ہو یا جہاں دس دن قیام کا ارادہ ہو۔ اس لیے کہ ایسی جگہ پہنچنے پر قصر نہیں ہو سکتا۔

وطن

وہ جگہ ہے کہ انسان جہاں پیدا ہوا ہے یا زندگی گزارنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ایک آدمی کے دو وطن بھی ہو سکتے ہیں اگر اس کا ارادہ انہی دو جگہوں پر زندگی گزار دینے کا ہے۔ قدیم وطن ترک بھی ہو سکتا ہے اگر اس سے کنارہ کشی کر لے یا بے تعلقی پیدا کر لے جیسے بعض مہاجرین ایسا کرتے ہیں۔

اگر کسی آدمی نے دس دن کے ارادہ سے ایک نماز پوری پڑھ لی اور بعد میں رائے بدل گئی تو بہر حال نماز پوری ہی رہے گی جب تک کہ دوسرا سفر شروع نہ ہو جائے۔

اگر کسی شخص نے قصر کی نیت سے نماز شروع کی اور درمیان میں رائے بدل گئی تو چار پوری کر دے اور اگر پوری کے ارادے سے شروع کی ہے اور رائے بدل گئی تو

تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے ہی قصر کر کے ختم کر دے۔ لیکن اگر تیسری رکعت کے رکوع میں پہنچنے کے بعد رائے بدلی ہے تو وہ نماز توڑ کر پھر سے شروع کرے گا۔

احکام سفر

۱۔ جو آدمی جانتا ہی نہیں کہ نماز و روزہ قصر بھی ہوتا ہے وہ اگر غلط بھی پڑھ دے گا تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن جو شخص قصر و اتمام کو جانتا ہے اور اس کے احکام سے ناواقف ہے اس کی غلطی معاف نہ ہوگی بلکہ اسے قضا ادا کرنا پڑے گی۔ بھول کر قصر کی جگہ تمام اور تمام کی جگہ قصر پڑھنے والے کا فرض ہے کہ اگر وقت کے اندر یاد آجائے تو دوبارہ پڑھ لے۔ وقت نکلنے کے بعد قضا کی ضرورت نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے کہ قضاء کرے خصوصاً اگر اتمام کی جگہ قصر پڑھ لی ہو۔

۲۔ قصر و اتمام میں نماز ادا کرنے کا وقت دیکھا جائے گا لہٰذا اگر وقت آنے کے بعد سفر کیا ہے اور تمام نماز نہیں پڑھی ہے تو قصر پڑھے گا اور اگر وقت باقی رہتے ہوئے سفر سے گھر آ گیا ہے تو پوری پڑھے گا۔

۳۔ مسجد کوفہ میں اور روضۂ حضرت امام حسین علیہ السلام میں ضریح کے نزدیک اور پورے شہر مکہ اور مدینہ میں مسافر کو اختیار ہے کہ نماز پوری پڑھے یا قصر کرے۔ ان مقامات کے علاوہ کسی اور جگہ کے لیے یہ اختیار نہیں ہے۔

سوالات

۱۔ نماز کتنی مسافت کے بعد قصر ہوتی ہے؟

۲۔ حد ترخص کے کیا معنی ہیں؟

۳۔ جائز سفر سے کیا مراد ہے؟

۴۔ کن لوگوں کو سفر میں قصر نہیں کرنا چاہیے؟

۵۔ کس جگہ قصر اور اتمام دونوں کا اختیار ہے؟

توفیق

ہم اپنی زندگی میں صبح و شام اس لفظ کا استعمال کرتے ہیں کہ فلاں شخص کو خدا نے توفیق دی ہے اور فلاں کو توفیق نہیں دی۔ اگر اللہ توفیق دے تو ہم ایک مسجد بنوا دیں، امام بارگاہ تعمیر کروا دیں، ایک ہسپتال قائم کر دیں، دریا پر ایک پل تیار کرا دیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ اس توفیق کا مطلب کیا ہے؟

توفیق کے معنی ہیں نیکی کے لیے حالات پیدا کر دینا اور اس کا سامان فراہم کر دینا۔ پروردگارِ عالم جب کسی بندے کے کسی عمل سے خوش ہوتا ہے تو اس کے لیے زیادہ سے زیادہ نیکی کرنے کا سامان فراہم کر دیتا ہے اور اسی کا نام توفیق ہے۔

یہ شکایت کرنا غلط ہے کہ خدا نے ہمیں نماز پڑھنے کی توفیق نہیں دی یا روزہ رکھنے کی توفیق نہیں دی۔ یہ خداوندِ عالم پر بہت بڑا بہتان ہے۔ وہ ہر بندے کو ہر وقت توفیق دینے کے لیے تیار ہے۔ شرط یہ ہے کہ بندہ اپنے کو توفیق حاصل کرنے کے لائق بنا لے۔

غلطی پر اڑا رہنے والا آدمی کبھی توفیق کے لائق نہیں ہوتا اور اللہ اس سے اپنی توفیق کو چھین لیتا ہے اس کی غلطیوں کی ساری ذمہ داری اس کے سر ہوتی ہے خدا پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔

سوالات

۱۔ توفیق کیا ہے؟

۲۔ توفیق کب ملتی ہے؟

۳۔ بعض لوگوں کو توفیق کیوں نہیں ملتی؟

خلوص

پروردگارِ عالم نے انسان کو پیدا کر کے اسے اپنے اعمال میں آزاد بنا دیا ہے اسے اختیار ہے چاہے نیکی کے راستے پر چلے یا برائی کے راستے پر لیکن یہ بتا دیا ہے کہ اگر نیکی کے راستے پر چلنا ہے تو خلوص سے چلنا ہوگا اپنے دل کو تسکین یا دنیا کو دکھانے کے لیے نیکی کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ہمارے مولا و آقا حضرت علی علیہ السلام کا واقعہ مشہور ہے کہ آپ جنگِ خیبر میں جب اپنے دشمن کے سینے پر سوار ہو گئے تو اس نے آپؑ کی شان میں بے ادبی کی۔ آپؑ اس کے سینے سے اتر آئے اور تھوڑی دیر کے بعد سر کاٹا تو لوگوں نے شکایت کی یا علیؑ اتنا اچھا موقع پانے کے بعد آپ نے دشمن کو کیوں چھوڑ دیا اگر وہ اٹھ کر بھاگ جاتا تو آپ کیا کرتے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اس نے میری شان میں بے ادبی کی تھی اور ظاہر ہے کہ یہ غصہ دلانے والی چیز ہے۔ اب اگر میں سر کاٹ لیتا تو اللہ کی مرضی میں میرا غصہ بھی شامل ہو جاتا اس لیے میں دشمن کے سینے سے اتر آیا تاکہ جو کام ہو وہ صرف اللہ کے لیے ہو اس میں بندوں کی کوئی پسند یا ناپسند شامل نہ ہو۔

عمل کے اسی طریقہ کا نام خلوص ہے۔ پروردگارِ عالم عمل میں خلوص ہی کو پسند کرتا ہے جس کا جتنا خلوص ہوتا ہے اسے اعمال پر اتنا ہی ثواب ہے وہ سیکڑوں رکعت نماز ہزاروں فقیروں کی امداد نہیں دیکھتا بلکہ دل کے خلوص کو دیکھتا ہے۔ خلوص ہے تو یہ سب لائقِ ثواب ہے اور اگر خلوص نہیں ہے تو سب بے کار ہے۔

سوالات

۱۔ خلوص کیا ہے؟

۲۔ بغیر خلوص عمل کا کیا انجام ہوتا ہے؟

۳۔ خلوصِ عمل کی کوئی مثال دو؟

اچھی زندگی

ہمارے مذہب نے اپنے ماننے والوں کو سب سے بڑی تعلیم یہ دی ہے کہ انھیں اس دنیا میں اچھی اور پاکیزہ زندگی گزارنی چاہیے۔ اچھی زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہے کہ جو باتیں انسان کے ذمہ ہیں انھیں ادا کرے جن باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے ان کے نزدیک نہ جائے خدا کے حقوق کا بھی خیال رکھے اور انسانوں کے حقوق کا بھی خیال رکھے۔ رسول کریمؐ نے رسالت کے اعلان کے ساتھ ہی یہ بتا دیا تھا کہ میں دنیا کو نیک کردار سکھانے کے لیے آیا ہوں جس نے نیک کردار نہ سیکھا اس کو اسلام سے کچھ نہیں ملے گا۔ اسی کردار کو سدھارنے کے لیے اسلام نے چھوٹی بڑی برائیوں کی فہرست بتا دی تاکہ انسان برائیوں سے پرہیز کرے اور اپنی زندگی کو پاکیزہ بنا کر گزارے۔ انھیں چھوٹی بڑی برائیوں کا نام گناہِ کبیرہ وصغیرہ ہے۔ گناہِ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر جہنم کا عذاب رکھا گیا ہے اور یہ ایسی چند باتیں ہیں جن سے بچنا ہم سب کا فرض ہے تاکہ ہم اچھی زندگی گزار سکیں اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں مثلاً:

(۱) کسی کو خدا کا شریک بنانا (۲) ناحق قتل کرنا (۳) یتیموں کا مال کھانا (۴) زنا کرنا (۵) والدین کی نافرمانی کرنا (۶) سود لینا (۷) جھوٹی قسم کھانا (۸) شراب پینا (۹) جوا کھیلنا (۱۰) بدکاری کرنا (۱۱) خدا کی رحمت سے مایوس

ہونا (۱۲) خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا (۱۳) گانا بجانا (۱۴) غیبت کرنا (۱۵) جھوٹ بولنا (۱۶) مردار کا گوشت کھانا (۱۷) ستار، تنبورہ، باجہ وغیرہ میں مشغول رہنا (۱۸) رشوت لینا (۱۹) ظالم کی مدد کرنا ۲۰) چوری کرنا (۲۱) غیروں سے اچھا سلوک نہ کرنا (۲۲) پیشاب کی نجاست سے نہ بچنا (۲۳) ایسا کام کرنا جس کام کے کرنے والے کے ماں باپ کو لوگ گالی دیں (۲۴) خدائی فیصلوں پر اعتراض کرنا (۲۵) غرور وتکبر کرنا (۲۶) مومن کو تکلیف پہنچانا (۲۷) اہل وعیال کی خبر نہ لینا (۲۸) شراب پینے کی جگہ پر بیٹھنا (۲۹) گالی دینا (۳۰) فحش باتیں کرنا (۳۱) نجس وحرام چیزیں کھانا وغیرہ۔

سوالات

۱۔ ہمارے مذہب نے ہمیں کون سی تعلیم دی ہے؟
۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ رسالت کے ساتھ کیا بتایا تھا؟
۳۔ کوئی دس گناہانِ کبیرہ بتائیے؟

ذوالعشیرہ کا واقعہ

جب پروردگارِ عالم نے رسولِ خداؐ کو کھل کر تبلیغ کرنے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ اے رسولؐ سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تبلیغ کیجیے تو حضرت علیؑ کو رسولِ خداؐ نے خاندانِ عبدالمطلب کے تمام مردوں کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ میرے چچازاد بھائی محمد مصطفیؐ نے تم کو دعوت میں بلایا ہے۔ دوسرے دن چالیس آدمی حضرت کے پاس آئے آپؐ نے پہلے سب کو کھانا کھلایا اور کھانے کے بعد تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے لیکن ابولہب کے بھڑکانے پر تمام لوگ تقریر سنے بغیر چلے گئے۔ آپؐ نے دوسرے دن حضرت علیؑ کو بھیج کر ان کو پھر بلایا اور پہلے کھانا کھلایا۔ پھر سب کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور فرمایا کہ تم میں سے کون شخص ہدایت کے کاموں میں میری مدد کرنے پر تیار ہے جو شخص میری مدد کرے گا وہ میرا بھائی وصی، وزیر اور خلیفہ ہوگا اور لوگوں پر میری طرف سے حاکم ہوگا۔

حضرت علیؑ فوراً کھڑے ہوئے اور آپؑ نے رسولِ خداؐ کی مدد کا وعدہ فرمایا تو رسولِ خداؐ نے فرمایا چونکہ علیؑ نے میری مدد کا وعدہ کیا ہے لہٰذا یہ میرا بھائی، وصی اور خلیفہ ہیں اور میری طرف سے تم لوگوں پر حاکم ہیں ان کے احکام کو سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

اس واقعہ کا نام دعوت ذوالعشیرہ ہے اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسولِ خداؐ نے حضرت علیؑ کو تبلیغ کے پہلے دن ہی اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا اور سب لوگوں پر آپؑ کی اطاعت واجب کر دی گئی۔

سوالات

۱۔ پہلے دن مجمع کس کے بھڑکانے پر تقریر سنے بغیر چلا گیا تھا؟

۲۔ ذوالعشیرہ کا واقعہ بتاؤ؟ دعوت ذوالعشیرہ میں رسولِ خداؐ نے کس کو اپنا جانشین بنایا؟

غدیرِ خم

پیغمبر اسلامؐ کی زندگی کا آخری زمانہ ہے۔ آپؐ آخری حج کے لیے مکہ معظمہ کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں میں یہ خبر عام ہو چکی ہے دنیا کے ہر گوشے سے مسلمان اللہ کے گھر کا طواف کرنے اور حضورؐ کی زیارت کے شوق میں جوق در جوق چلے آ رہے ہیں۔

حج کا وقت آتے آتے مکہ معظمہ میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان جمع ہو گئے اور حضورؐ کے ساتھ حج کے اعمال بجا لائے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد حضورؐ نے مدینہ کا رخ کیا۔ مسلمانوں کے قافلے آپؐ کے ساتھ ساتھ چلے، ہر دل میں شوق ہے کہ جتنا وقت بھی حضورؐ کی خدمت میں گزر جائے اپنی خوش قسمتی ہے۔

چلتے چلتے قافلہ غدیرِ خم کے چوراہے پر پہنچ گیا جہاں سے قافلوں کے راستے الگ ہو جاتے تھے۔ مسلمان اپنے اپنے راستہ جانا ہی چاہتے تھے کہ جبرائیلؑ امین خدا کا پیغام لے کر حضورؐ کی خدمت میں پہنچ گئے، "اے میرے رسولؐ اس پیغام کو پہنچا دو جو ہم پہلے تمھیں بتا چکے ہیں اور اگر یہ پیغام تم نے نہیں پہنچایا تو گویا رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔ میرے رسولؐ اس پیغام کے پہنچانے میں گھبرانا نہیں ہم تمھاری حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

یہ حکم سنتے ہی حضورؐ نے قافلے کو روکنے کا حکم دیا۔ جو مسلمان آگے بڑھ گئے تھے وہ واپس بلا لیے گئے جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا انتظار کیا گیا۔ یہاں تک کہ سوا لاکھ

کلمہ پڑھنے والوں کا مجموعہ ہو گیا۔ حضورؐ کے حکم سے اونٹوں کے کجاووں کا منبر تیار کیا گیا اور آپؐ اس پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد وثناء کے بعد مجمع سے سوال کیا۔ "مسلمانو! بتاؤ کیا میں تمھارا حاکم نہیں ہوں؟ سارے مجمع نے یک زبان ہو کر اقرار کیا کہ حضورؐ ہی ہمارے حاکم ہیں اس اقرار کے بعد حضورؐ نے امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اور فرمایا، "دیکھو جس کا میں حاکم ہوں اس کے یہ علی حاکم ہیں"۔

اس واقعہ کو واقعہ غدیر خم کہا جاتا ہے جو ۱۸ ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو پیش آیا جس کے بعد حضورؐ صرف دو مہینے دس دن زندہ رہے اور ۲۸ صفر ۱۱ ہجری کو رحلت فرمائی۔

سوالات

۱۔ واقعہ غدیر خم بیان کرو؟

۲۔ غدیر میں کس چیز کا منبر بنایا گیا تھا؟

۳۔ حضورؐ کے انتقال کی تاریخ اور سن بتاؤ؟

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹرڈ ڈی وی ڈی

بیادِ سیّد وصی حیدر رضا زیدی

کتابوں کی لسٹ ڈی وی ڈی کور کی پشت پر ملاحظہ فرمائیں۔

خصوصی تعاون: حجۃ الاسلام سید نو بہار رضا نقوی (فاضل مشہد، ایران)

سگ درِ بتولؑ: سید علی قنبر زیدی ۔ سید علی حیدر زیدی

التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابن سید حسین احمد زیدی (مرحوم)

Shia Media Source
info@shianeali.com www.ShianeAli.com

معروف کتب پر مبنی کمپیوٹرڈ ڈی وی ڈی ● التماس سورہ فاتحہ برائے ایصالِ ثواب سید وصی حیدر رضا زیدی ابن سید حسین احمد زیدی (مرحوم)